آپ کی خصوصی توجہ اور آپ سہولت کے لئے

☆ ماہنامہ فیض عالم میں حضرت فیض ملت حضور مفسر اعظم پاکستان نور اللہ مرقدہٗ کے ہزاروں غیر مطبوعہ علمی، تحقیقی مذہبی مسودہ جات قسط وار شائع ہورہے ہیں آپ رسالہ کا مکمل مطالعہ ضرور فرمائیں۔

☆ علمی یا طباعتی اغلاط سے ادارہ کو ضرور آگاہ کریں۔

☆ سال کے بارہ شمارے مکمل ہونے پر جلد بندی ضرور کرالیں اس طرح آپ کے پاس علمی مواد محفوظ ہو کر آپ کی لائبریری کی زینت رہے گا اور ردی ہونے سے بچ جائیگا۔

☆ ہر ماہ ۱۵ تاریخ تک رسالہ نہ ملنے کی صورت میں دوبارہ طلب کریں (لیکن ڈاک چوروں اور ڈاک خوروں کے محاسبہ کے بعد)

☆ آپ کو جب چندہ ختم ہونے کی اطلاع ملے تو پہلی فرصت میں چندہ ارسال کریں وی پی طلب کرنے کی صورت میں آپکو اضافی رقم ادا کرنا پڑے گی اس لیے چندہ بذریعہ منی آرڈر یا ڈرافٹ ایم سی بی عیدگاہ برانچ بہاولپور کھاتہ نمبر 6-464 رسال کریں۔

☆ جس پتہ پر آپ کے نام رسالہ آرہا ہے اگر اس میں کوئی تبدیلی مقصود ہو تو جلد آگاہ فرمائیں۔

☆ دینی، دنیاوی، اصلاحی، عقائد، شرعی، روحانی، سائنسی و دیگر اہم معلومات کے لئے حضور مفسرِ اعظم پاکستان نور اللہ مرقدہ کے رسائل کا مطالعہ فرمائیں اور اپنے حلقہ احباب کو بھی دعوت دیں خصوصاً اپنے بچوں کو مطالعہ کا عادی بنائیں مزید معلومات کے لیے ہماری ویب سائٹ بھی آپ اپنی اسکرین پر ملاحظہ کریں

(www.faizahmedowaisi.com)

☆ خط لکھتے وقت بامقصد بات لکھیں طوالت سے ہر صورت اجتناب کریں ورنہ جواب دینے میں خاصی دشواری ہوتی ہے جوابی امور کے لیے لفافہ ارسال کرنا نہ بھولیں شرعی، فقہی، سوالات براہ راست دارالافتاء جامعہ اویسیہ کے نام بھیجا کریں۔ (مدیر)

خوارج فسادی اسلام کو بدنام اور اہل اسلام کو شہید کر رہے ہیں

اور مقدس مقامات کی بیحرمتی کرنا ان شیوہ ہے

داعش کی نام نہاد "خلافت" عراق میں اپنے زیر تسلط علاقوں میں سنی اکابرین و بزرگوں کی قبور و مزارات اور شیعہ مسلمانوں کی مساجد اور تباہ کر رہی ہے۔ مزاروں کو بلڈوزر کے ذریعہ جب کہ مساجد کو دھماکہ خیز مواد کے ذریعہ تباہ کیا جارہا ہے۔ اس کے علاوہ ان تکفیری خارجی دہشتگردوں نے اپنے خلیفہ ابوبکر کے حکم سے عیسائیوں کے دو گرجا گھروں پر بھی قبضہ کر رکھا ہے اور ان سے عیسائیوں کی مذہبی علامات نکال کر اپنا جھنڈا لہرادیا ہے مقامی سنی مسلمانوں نے مزارات کے انہدام و تباہی پر شدید غم وغصہ کا اظہار کیا ہے (سعودی اخبار العربیہ کی رپورٹ)

امت مسلمہ کے لئے ایک نیا چیلنج

شدت پسندی اور عدم برداشت ایسے رویے ہیں جن کی موجودگی میں کسی بیرونی دشمن کی ضرورت نہیں رہتی اور جن اقوام میں ایسے منفی رجحانات فروغ پانے لگیں، تنزلی ان کا مقدر بنتی ہے۔ مسلکی فرقہ واریت، نسلی وعصبی اختلافات اور جہالت ایسی چیزیں ہیں جو معاشرہ کو کھوکھلا کر دیتی ہیں۔ پاکستان پچھلی چند دہائیوں سے شدت پسندی، عدم برداشت اور تعصب کی آگ میں جھلس رہا ہے۔ بلاشبہ اسلام کی تعلیمات ایسی تمام قباحتوں سے پاک ہیں مگر اس پرفتن دور میں کچھ لوگ اپنی مخصوص فکر کو اسلام کے نام پر نافذ کرنا چاہ رہے ہیں۔ جس سے تمام دنیا میں حقیقی اسلام کا تشخص مجروح ہو رہا ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ اپنے مشن سے انتہائی مخلص ایسے گروہ کسی عالمی سازش کا حصہ بن چکے ہیں جن کی وجہ سے پوری دنیا کے مسلمانوں کو مشکلات کا سامنا ہے۔ کہیں شعائر اسلام کی وجہ سے انہیں نفرت وحقارت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے تو کہیں انہیں خود ساختہ اور جبری مسلط کردہ نظریات کی مخالفت کی پاداش میں موت کے گھاٹ اتارا جارہا ہے۔ لیکن افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ دوسروں پر شریعت نافذ کرنے اور انہیں اہل مغرب سے نفرت کی ترغیب دلانے والوں نے دوہرے معیار مقرر کر رکھے ہیں۔ میرانشاہ کے اسٹور مالک کا بیان اور شمالی وزیرستان کے حجاموں کے انکشافات یا عراق اور شام میں موجود جنگجو تنظیم داعش کی جانب سے اپنے جنگ جوؤں کے علاوہ عام الناس پر فٹ بال میچ دیکھنے کی پابندی یہ اور ایسی بہت سی دیگر باتیں ان کے دوہرے معیار کی قلعی کھولنے کے لئے کافی ہیں۔

ستم تو یہ ہے کہ ایک جانب خلافت اسلامیہ کے قیام کے پرکشش اعلان کے ذریعے سادہ لوح مسلمانوں کی ہمدردیاں حاصل کی جاتیں ہیں تو دوسری جانب جہاد النکاح جیسی خود ساختہ اصطلاح کے ذریعے مقبوضہ علاقوں میں عصمت دری کا بازار گرم کردیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ دیگر مذاہب و مسالک کے مقدس مقامات اور عبادت گاہوں کو مسمار کرکے بڑے فخر سے ویڈیوز اور تصاویر اپ لوڈ کردی جاتی ہیں۔

علماء کا قتل، مساجد و مزارات پر دھماکے، لاشوں کی بے حرمتی، تعلیمی اداروں کی تباہی اور عوامی مقامات پر حملے، یہ سب کچھ اسلام کے نام پر کیا اور کروایا جارہا ہے حقیقت یہ ہے کہ ایسی کارروائیوں کو انتقامی یا فسادی تو کہا جاسکتا ہے مگر اسلامی کہنا کسی بھی طور درست نہیں۔ قرآن پاک میں واضح آیت موجود ہے کہ جس نے کسی ایک جان کو قتل کیا گویا اس نے پوری انسانیت کا قتل کیا اور جس نے کسی ایک جان کو بچایا گویا اس نے پوری انسانیت کو بچایا۔ یہ کیسی تعلیمات ہیں کہ ازبک، چیچن اور تاجک باشندے جذبہ ایمانی سے لبریز افواجِ اسلام سے ہی ٹکرا رہے ہیں اور جہاد کے نام پر مملکتِ خداداد پاکستان ہی کو اپنا ہدف بنائے جارہے ہیں۔ ہمیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس دوطرفہ جنگ میں ایسے افراد کسی بیرونی عالمی سازش کا شکار ہوچکے ہیں۔

عراق اور شام میں موجود سب سے طاقتور اور بڑا جنگجو گروپ الدولۃ الاسلامیہ فی العراق والشام (ISIS) جسے عام الفاظ میں داعش کہا جاتا ہے بھی قیامِ خلافت اسلامیہ کے انتہائی پرکشش اور ایمان افروز نعروں اور اعلانات کے ساتھ اسی نہج پر کارروائیاں کرنے میں مصروفِ عمل ہے۔ اپریل 2013ء میں عراقی القاعدہ سے علیحدہ ہونے والا یہ گروپ ابوبکر بغدادی کی رہنمائی میں عراق اور شام کے علاقوں میں انتہائی فعال ہے۔ انہوں نے نہایت کم عرصہ میں عراقی شہر موصل، تکریت اور فلوجا جیسے بڑے علاقوں میں اپنا تسلط قائم کرلیا ہے اور اب بغداد پر بڑے حملے کی تیاری جاری ہے۔ اقوام متحدہ کے اعداد و شمار کے مطابق عراق میں جاری ایسی پر تشدد کاروائیوں میں صرف جون کے ماہ میں 1500 سے زائد عام شہری ہلاک ہوئے ہیں۔ شام میں مزاراتِ صحابہ کرام کی توہین، جہاد النکاح کا غیر اسلامی تصور، کفار کی افواج کی بجائے مسلمانوں پر لشکر کشی وغیرہ چند ایسی ناقابل تردید حقیقتیں ہیں جو ہمیں بہت کچھ سوچنے پر مجبور کرتی ہیں۔ خلافت کا ایسا اعلان پہلی بار نہیں ہے۔ عراق، افغانستان، پاکستان کے کچھ قبائلی علاقے صومالیہ اور شمالی مالی عسکریت پسندوں کی جانب سے ایسے اعلانات کے شاہد ہیں۔ عراق ہی میں داعش سے پہلے 2006ء میں صوبہ انبار میں عراقی القاعدہ سے تعلق رکھنے والے اردن کے جہادی رہنما ابو منصب الزرقاوی بھی تسلط قائم کرکے علیحدہ ریاست کا اعلان کرچکے ہیں لیکن اپنی سخت پالیسی اور بیرونی مداخلت کی بنا پر وہ مقامی آبادی کی حمایت حاصل نہیں کرپائے تھے۔

یہاں یہ امور بھی قابل ذکر ہیں کہ عراقی فوج کی طرف سے باضابطہ مدد مانگنے کے باوجود امریکی فوج کے سربراہ جنرل مارٹن نے اپنے حالیہ بیان میں داعش کے خلاف کاروائی کرنے سے معذرت کی ہے اور کہا کہ داعش ہمارے قومی مفادات کے لئے خطرہ نہیں جب خطرہ محسوس ہوا کارروائی بھی کرینگے۔ یاد رہے کہ کچھ دن پہلے 27 جون کو امریکی صدر اوباما شام میں باغیوں کو جنگی تربیت اور اسلحہ فراہم کرنے کے حوالے سے کانگریس سے پچاس کروڑ ڈالر فنڈ کا مطالبہ بھی کر چکے ہیں جبکہ جولائی میں داعش کے سربراہ ابوبکر بغدادی نے اپنے بیان میں پاکستان سمیت جنوبی ایشیا تک نیٹ ورک پھیلانے اور کاروائیوں کا آغاز کرنے کا اعلان کر چکا ہے۔ یہی نہیں بلکہ اب جبکہ سنجیدہ حلقوں میں بھی ورلڈ ٹریڈ سینٹر کے ڈرامے کی بازگشت سنائی دینے لگی ہے اور روسی محقق ڈاکٹر ڈینولی گینسر (جو روسی میڈیا گروپ رشیا ٹوڈے سے تعلق رکھتے ہیں) نے اس سارے کھیل کو بے نقاب کر دیا ہمیں سوچنا پڑے گا کہ پھر القاعدہ، طالبان اور ان کی جانب سے ذمہ داری قبول کرنے کے بیانات کی کیا وقعت واہمیت رہ جاتی ہے اور ایسے بیانات داغنے سے کسے فائدہ ہوا اور ہو رہا ہے۔ القاعدہ کی بھرپور کارکردگی کے بعد داعش کی صورت میں اسلام ہی کے نام پر عالم اسلام کے سامنے ایک نیا چیلنج سامنا آ چکا ہے کیونکہ داعش کے سربراہ ابوبکر بغدادی نے اپنے زیر تسلط علاقوں میں خلافت کے اعلان کے بعد تمام عالم اسلام کو اپنی اطاعت کی دعوت دے دی ہے اس لئے کہ وہ عالمی خلافت اسلامیہ کے خلیفہ اور امیر المومنین مقرر ہو گئے ہیں۔

فرقہ وارانہ دہشت گردی سے ضرب عضب ناکام بنانے کا منصوبہ بے نقاب

روزنامہ پاکستان کی خبر کے مطابق

لاہور (ویب ڈیسک) ملک میں فرقہ ورانہ دہشت گردی شروع کر کے شمالی وزیرستان میں شدت پسندوں کیخلاف جاری آپریشن ضرب عضب کو ناکام بنانے کا منصوبہ پکڑا گیا جس کے بعد کالعدم تنظیموں اور مشکوک تنظیموں کی سرگرمیوں کو روکنے، ان کی کڑی نگرانی کی ہدایات جاری کر دی گئیں۔

تفصیلات کے مطابق منصوبہ کے تحت کراچی میں ایک مذہبی انتہا پسند تنظیم کی طرف سے دوسرے فرقہ کے افراد کی ٹارگٹ کلنگ کے منصوبے کی اطلاعات کے بعد اہلسنت والجماعت، لشکر جھنگوی، سپاہ محمد پاکستان، جیش محمد اور دیگر متعدد تنظیموں کی کڑی نگرانی شروع کر دی گئی اور ان کے نمایاں افراد کو حفاظتی تحویل میں لینے کے لئے اقدامات شروع کر دیئے گئے ہیں۔

بعض حساس اداروں کی اطلاعات پر نیشنل کاؤنٹر ٹیرریزازم اتھارٹی نے ملک بھر کی انتظامیہ کو ہائی الرٹ کر دیا۔

کاؤنٹر ٹیرازم اتھارٹی کی جانب سے چاروں صوبوں کے چیف سیکریٹری حضرات کو ایک لیٹر جاری کیا گیا ہے جس میں کہا گیا

ہے کہ بعض جماعتیں اور گروہ ملک میں فرقہ ورایت کو ہوا دینے کی کوششیں کر رہے ہیں جس میں بعض کالعدم تنظیمیں بھی شامل ہیں اس لئے کالعدم تنظیموں اور مشکوک تنظیموں کی فوری طور پر کڑی نگرانی شروع کردی جائے اور رپورٹ وزارتِ داخلہ کو روزانہ کی بنیاد پر بھجوائی جائے۔ خط میں ایک تنظیم کی طرف سے کراچی میں فرقہ وارانہ دہشت گردی کرکے ملک میں لڑائی کو ہوا دینے کی ایک منصوبے کے بارے میں لکھا گیا ہے۔

تمام قسم کے ایس ایم ایس جو ایک فرقہ کی طرف سے دوسرے فرقہ کے خلاف جاری ہوں، اس پر سخت ایکشن لیا جائے۔

تمام قسم کے لٹریچر اور لاؤڈ سپیکر کے غیر قانونی استعمال کو چیک کیا جائے تاہم ایک درجن سے زیادہ افراد اور اداروں کی فہرست جاری کی گئی ہے جن پر حملے کا خطرہ ہے ان میں سابق وفاقی وزیر اطلاعات قمر زمان کائرہ، سابق وفاقی وزیر داخلہ رحمان ملک ان کے بھائی خالد محمود ملک، پاکستان مسلم لیگ ق کے چوہدری برادران، سابق وفاقی وزیر فردوس عاشق ایوان، ڈاکٹر نسیم الدین وائس چانسلر یونیورسٹی آف گجرات اور محمد امین شامل ہیں۔

حساس تنصیبات میں انسداد دہشت گردی ڈیپارٹمنٹ گوجرانوالہ، نندی پور پاور پروجیکٹ گوجرانوالہ، ایکشن ویلفیئر آرگنائزیشن اسکول، سی ایم ایچ کھاریاں، آرمی آئل ڈپو کھاریاں، ڈاکٹر ڈوھرا شریف گجرات، آرمی آئل ڈپو حافظ آباد، پی اے ایف آئل ڈپو گواجرنوالہ، پی اے ایف سپلائی ڈپوٹو گوجرانوالہ پر حملہ کیا جاسکتا ہے۔

(روزنامہ پاکستان کی 09 جولائی 2014)

نواسۂ حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان حضرت مولانا قاری محمد غلام اویس اویسی رحمۃ اللہ علیہ کا چہلم شریف مورخہ ۱۳ اگست ۲۰۱۴ء بروز بدھ صبح ۸ بجے بمقام جامعہ گلشن اویس گلی نمبر ۴ فیض ملت چوک قطعہ العمارہ بہاولپور میں ہوگا۔

احباب سے گذارش ہے کہ ختماتِ کلام مجید، درود شریف، کلمات حسنات کی تلاوت کے ساتھ شریک ہوں۔

منجانب خانودہ اویسیہ حضور فیض ملت

جبل احد کی حاضری غزوہ احد یادیں

مسجد نبوی شریف سے احد پہاڑ تقریباً دس منٹ کی ڈرائیو پر ہے۔ مسجد نبوی شریف کے باب فہد سے احد پہاڑ صاف دکھائی دیتا ہے۔ یہاں سے بالکل سیدھی ایک روڈ احد تک جاتی ہے۔ مدینہ منورہ کی ہر بار حاضری میں جبل احد شریف کے دامن میں حضرت سیدالشہداء امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ میں بارہا حاضری ہوتی فقیر اکثر رات کے پچھلے پہر حاضری دیتا ہے۔ بہت سکون ملتا ہے نہ مطوعے ہوتے جن کے منہ سے شرک شرک کی گردان سنی پڑے نہ ہی شرطے (پولیس والے) اس بار برادرِ طریقت محترم محمد رفیق خان اویسی جمعرات ینبع صناعی سے آئے عشاء کے بعد کہا کہ میرے دوست محترم ڈاکٹر عبدالرحمٰن سندھی جو بڑے عرصہ سے یہاں مقیم ہیں مدینہ منورہ کے نادر و نایاب مقاماتِ مقدسہ سے واقف ہیں کل صبح ۶ بجے حمام نمبر ا پر جمع ہونگے تا کہ ہم آپ کو زیارات کرائیں فقیر حسب پروگرام مقررہ جگہ پر حاضر ہوگیا پنجتن پاک کی پیاری نسبت سے ۵ افراد کا قافلہ زیارات کے چل پڑا ہم باب الشہد کے بجائے خالد بن ولید روڈ سے روانہ ہوئے کیونکہ پارکنگ سے اس کا فاصلہ کم تھا۔ سیکنڈ رنگ روڈ پر پہنچ کر ہم احد کی طرف مڑے اور اس کے دامن میں پہنچ گئے۔ یہ براؤن رنگ کا خوب صورت پہاڑ ہے۔ اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مجھ سے محبت رکھتا ہے اور آپ یہاں اکثر تشریف لایا کرتے تھے۔ پہاڑ کی بلندی کچھ زیادہ نہیں لیکن پھیلاؤ کافی زیادہ ہے۔ احد کے دامن میں چھوٹی سی پہاڑی ہے جو کہ تیر اندازوں کی پہاڑی کے نام سے مشہور ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ مرورِ زمانہ سے یہ پہاڑی گھس کر اب کافی چھوٹی ہوگئی ہے۔

متبرک مقامات پر بورڈ نجدی مذہب کی پرچار

پہاڑ کے دامن میں حضرت سیدالشہداء امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار شریف کے علاوہ شہدائے احد کا قبرستان بھی ہے جس کے اردگرد چاردیواری ہے محترم عبدالرحمٰن سندھی نے گاڑی وہاں قریب جا کر کھڑی کی۔ نجدیوں نے تمام قبور کے نشانات مٹا دیئے ہیں کوئی خبر نہیں کہ کس صحابی کی کونسی قبر ہے کوئی قبر بھی ایک ہاتھ سے زیادہ بلند نہ تھی۔ قبرستان کی دیوار پر ایک بورڈ لگا ہوا تھا جس پر عربی، انگریزی، اردو اور کئی زبانوں میں نجدیوں نے اپنی خود ساختہ شریعت کے مطابق اہل قبور سے مانگنا شرک ہے یہ کچھ نہیں دے سکتے وغیرہ لکھا ہوا ہے اور ان بورڈوں پر وہ احادیث درج تھیں جن میں قبر پرستی کی مذمت کی گئی ہے جبکہ کوئی کلمہ گو مسلمان یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ وہ قبر پرستی کرے۔ نجدی وہابی اپنے نقطہ نظر کو زبردستی دوسروں پر مسلط

کرنے کی کیا سے کیا کوشش کرتے ہیں یہ حجاج کرام وزائرین خوب جانتے ہیں۔ یہ فطرتی بات ہے اگر کسی شخص پر جبراً اپنا عقیدہ مسلط کیا جائے تو اس سے صرف ضد پیدا ہوتی ہے اور مخاطب اپنے عقیدے پر مزید پختہ ہو جاتا ہے۔ ایک متعصب شخص کے لئے دوسرے مسلک کے کسی فرد کی بات، ایک دشمن کی بات ہوتی ہے جسے وہ صرف تعصب اور منفی ذہن کے ساتھ سنتا ہے۔

اصلاح کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ اپنی بات کے بجائے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بات کو سامنے رکھ دیا جائے اور فیصلہ اس کے اپنے ضمیر پر چھوڑ دیا جائے۔ مخاطب کو خود سے مختلف کوئی مخلوق فرض کرنے کی بجائے اسے اپنا بھائی سمجھنا چاہیے جبکہ وہابی اپنے علاوہ سب کو کافر ومشرک گردانتے ہیں اس لیے وہ بات بات پر شرک شرک بدعت بدعت کی گردان کرتے نظر آتے ہیں۔ یہاں بھی ایسا منظر دیکھنے میں آیا کہ مطوعوں کا حضرت سید الشہداء سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار شریف کے سامنے کھڑے ہوکر باادب سر جھکا کر سلام کرنے والوں کے ساتھ سلوک نہایت ہی توہین آمیز ہوتا ہے اگر کوئی مسلمان مزار شریف کے سامنے دعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے تو اس کو دھکے دے کر وہاں سے روانہ کرتے ہیں۔

جبل احد لفظ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پرنور ہے۔ جبل احد تو اہل ایمان کی آنکھوں میں ہمیشہ جگمگ کرتا دکھائی دیتا ہے آج کل سعودی حکومت نے اس کے ارد گرد سرچ لائٹیں لگا دی ہیں اب یہ جنتی پہاڑ دن رات روشن روشن نظر آتا ہے محترم محمد ظفر صاحب المدنی نے فقیر کو بتایا کہ پہاڑوں کے ماہرین نے جبل احد کی فضائی تصویر بنائی ہے تو پورے پہاڑ کا نقشہ لفظ محمد برآمد ہوا ہے فقیر نے نیٹ پر دیکھا تو واقعی یقیناً بلکہ حق الیقین ہے کہ

”ہر گل ہر حجر و شجر میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا نور ہے“

جبل عینین (رماۃ پہاڑی)

یہ پہاڑی جبل اُحد کے جنوب مغرب میں نزدیک ہی واقع ہے اُحد کا معرکہ اسی جگہ پیش آیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیراندازوں کو معرکہ سے قبل ہی یہاں متعین کر دیا تھا تاکہ مسلمانوں کی پشت کی جانب حفاظت کریں۔ اس پہاڑی کی لمبائی (۱۸۰) میٹر ہے اور چوڑائی (۴۰) میٹر اسی کے نیچے سے وادی قناۃ نکلی ہے پہاڑی کی بلندی کم ہی ہے عثمانی دور میں یہاں ایک چھوٹی سی مسجد بنا دی گئی تھی اور کچھ مکانات بھی بن گئے تھے بعد میں ان سب کو ختم کر دیا گیا۔

احد پہاڑ اور تیراندازوں کی پہاڑی کو دیکھتے ہوئے ہماری آنکھوں کے سامنے جنگ احد کا منظر گھومنے لگا۔ جنگ احد حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مدینہ ہجرت کے تین سال بعد ہوئی۔ گذشتہ سال ۲ ہجری کو جنگ بدر میں کفار کو جب ذلت کے

ساتھ شکست ہوئی تو انہوں نے مکہ مکرمہ جا کر فوراً اگلی جنگ کی تیاری شروع کر دی۔ ان کے سردار ابوسفیان جو بعد میں اسلام لائے، نے خود پر لذیذ کھانے حرام کر لئے۔ ایک سال کے بعد 3000 افراد کے لشکر جرار نے مدینہ منورہ پر چڑھائی کر دی۔ اہل مدینہ میں سے لڑنے والے بمشکل 1000 نکل سکے۔ ان میں سے بھی 300 منافقین تھے جو اپنے سردار عبد اللہ بن ابی کی سرکردگی میں راستے ہی میں ساتھ چھوڑ گئے۔

جنگی پلاننگ کے سلسلے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی رائے یہ تھی کہ شہر کے اندر رہ کر مقابلہ کیا جائے۔ عبد اللہ بن ابی (رئیس المنافقین) کی بھی یہی رائے تھی۔ نوجوان صحابہ کرام کی رائے یہ تھی کہ باہر نکل کر مقابلہ کیا جائے۔ اکثریت کے نقطہ نظر کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے باہر نکل کر مقابلہ کرنے کا فیصلہ فرمایا۔ آپ نے اَمْرُھُمْ شُورٰی بَیْنَھُمْ کے قرآنی حکم پر پوری طرح عمل کرنے والے تھے۔ آپ ایسے معاملات میں، جن کا تعلق وحی سے نہ تھا، خود سے اختلاف رائے کی اجازت بھی بخوشی دیا کرتے تھے۔ کاش ہمارے رہنما آپ کے اسوہ حسنہ سے رہنمائی حاصل کریں جن سے اختلاف رائے کرنے والے کو زندیق، کافر، گستاخ اور منکر کا خطاب دیا جاتا ہے۔ عبد اللہ بن ابی کی منافقت کھل کر سامنے آ گئی وہ اپنے ساتھیوں کو لے کر چلا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس کی رائے نہیں مانی تھی۔

مدینہ منورہ سے نکل کر آپ نے احد پہاڑ کے دامن میں پڑاؤ ڈالا۔ جنگی حکمت عملی کے تحت پہاڑ کو اپنی پشت پر رکھا اور 50 تیر اندازوں کا ایک دستہ چھوٹی پہاڑی پر متعین کیا تا کہ آپ کے لشکر کی پشت محفوظ ہو جائے۔ جب کفار کا لشکر سامنے آیا تو پہلے ہی حملے میں سیدنا ابوبکر، عمر، علی، ابودجانہ، ابوعبیدہ اور حمزہ رضی اللہ عنہم نے کفار کے چھکے چھڑا دیے اور وہ بیس افراد کے قتل کے بعد بھاگ کھڑے ہوئے۔ اسلامی لشکر ان کا مال واسباب جمع کرنے لگے اور اس میں پہاڑی پر متعین تیر اندازوں کا دستہ بھی آ کر شریک ہو گیا۔ اس کے نتیجے میں ان کی پشت غیر محفوظ ہو گئی۔

لشکر کفار میں شامل نوجوان خالد بن ولید (جو ابھی ایمان نہ لائے تھے) اور جنگی حکمت عملی (War Tactics) کے میدان میں سپر جینئس کی حیثیت رکھتے تھے، واپس پلٹے اور اسی پہاڑی درے سے ہو کر اسلامی لشکر پر پیچھے کی جانب سے حملہ آور ہوئے جس سے اسلامی لشکر میں بھگدڑ مچ گئی۔ اس کا فائدہ اٹھا کر سامنے سے بھاگنے والے کفار بھی پلٹ کر حملہ آور ہوئے۔ اب مسلمان دو طرف سے نرغے میں آ گئے اور یکا یک 70 صحابہ جام شہادت نوش کر گئے جن میں سب سے نمایاں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چچا حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ تھے۔

پتھراؤ کے نتیجے میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دندان مبارک کا کچھ حصہ بھی شہید ہوا۔ سیدنا ابوبکر اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما نے جان پر کھیل کر آپ کی حفاظت کی۔ یہ مشہور ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم شہید ہو گئے۔ اس پر بعض

لوگوں نے ایمان ترک کرنے کا ارادہ کیا۔ کچھ دیر بعد کفار کا لشکر اگلے سال بدر کے میدان کا چیلنج دے کر واپس ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بچی کھچی طاقت جمع کر کے ان کا پیچھا کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان پر تھکن سوار کر دی اور وہ مڑ کر مقابلے پر نہ آئے۔

کھجوریں

احد کے دامن میں بہت سے ریڑھی والے کھڑے کھجوریں بیچ رہے تھے۔ یہاں کئی افریقی خواتین نے زمین پر بہت سی اشیا کی دکانیں لگائی ہوئی تھیں جہاں وہ مکمل باپردہ لباس میں چیزیں بیچ رہی تھیں۔ ریڑھیوں پر جابجا بہت سی جڑی بوٹیاں بک رہی تھیں۔ بیچنے والے ان جڑی بوٹیوں سے مخصوص زنانہ امراض سے لے کر دل کی بیماریوں کے علاج کا دعویٰ کر رہے تھے۔

یہاں سے رخصت ہو کر ہم نے گاڑی پر احد کے گرد ایک چکر لگایا۔ یہ پورا علاقہ کھجور کے فارمز سے بھرا ہوا تھا۔ درختوں پر کھجور کے زرد خوشے لٹک رہے تھے۔ یہ زرد کچی کھجور پنجاب اور سندھ میں ڈوکے کہلاتی ہے۔ احد کے آخری کونے پر مدینہ منورہ کی تیسری رنگ روڈ گزر رہی تھی۔ ہم اس پر احد کے دوسری طرف آ گئے۔ دوسری جانب یہ پہاڑ عمودی چٹانوں پر مشتمل تھا۔ تیسری رنگ روڈ اس کے ساتھ ساتھ چلتی ہوئی شہر کے گرد گھوم رہی تھی۔ جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں کہ تیسری رنگ روڈ حرم مدینہ کی باؤنڈری پر بنائی گئی ہے۔

ہم نے دیگر کئی نادر و نایاب زیارات بھی کیں جس کا ذکر پھر کبھی عرض کروں گا۔

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری محمد فیاض احمد اویسی

غزوہ احد شریف کے چند واقعات

حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان علامہ الحاج حافظ محمد فیض احمد اویسی نور اللہ مرقدہ کی کتاب ''سیرت حبیب کبریا'' سے یہ مضمون لیا گیا

''احد'' ایک پہاڑ کا نام ہے جو قدیم شہر مدینہ منورہ سے تقریباً تین میل دور ہے۔ چونکہ حق و باطل کا یہ عظیم معرکہ اسی پہاڑ کے دامن میں پیش آیا اسی لئے یہ لڑائی ''غزوہ اُحد'' کے نام سے مشہور ہے اور قرآن مجید کی مختلف آیات میں اس لڑائی کے واقعات کا اللہ تعالیٰ نے تذکرہ فرمایا ہے۔

مسلمانوں کے لشکر میں کل سات سو مجاہدین صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے جن میں کل ایک سو زرہ پوش تھے اور کفار کی فوج میں تین ہزار اشرار کا لشکر تھا جن میں سات سو زرہ پوش جوان، دو سو گھوڑے، تین ہزار اونٹ اور پندرہ عورتیں تھیں۔

شہر سے باہر نکل کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی فوج کا معائنہ فرمایا اور جو لوگ کم عمر تھے، ان کو واپس لوٹا دیا۔

بچوں کا جوش جہاد

مگر جب حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا کہ تم بہت چھوٹے ہو، تم بھی واپس چلے جاؤ تو وہ فوراً انگوٹھوں کے بل تن کر کھڑے ہو گئے تا کہ ان کا قد اونچا نظر آئے۔ چنانچہ ان کی یہ ترکیب چل گئی اور وہ فوج میں شامل کر لئے گئے۔

حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ایک کم عمر نوجوان تھے جب ان کو واپس کیا جانے لگا تو انہوں نے عرض کیا کہ میں حضرت رافع بن خدیج کو کشتی میں پچھاڑ لیتا ہوں۔ اس لئے اگر وہ فوج میں لے لئے گئے ہیں تو پھر مجھ کو بھی ضرور جنگ میں شریک ہونے کی اجازت ملنی چاہیے چنانچہ دونوں کا مقابلہ کرایا گیا اور واقعی حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زمین پر پچھاڑ دیا۔ اس طرح ان دونوں پر جوش نوجوانوں کو جنگِ اُحد میں شرکت کی سعادت نصیب ہو گئی۔

تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم میدان جنگ میں

مشرکین تو ۱۲ شوال ۳ھ بدھ کے دن ہی مدینہ کے قریب پہنچ کر جبل اُحد پر اپنا پڑاؤ ڈال چکے تھے مگر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۴ شوال ۳ھ بعد نمازِ جمعہ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ رات کو بنی نجار میں قیام فرمایا اور ۱۵ شوال ہفتہ کے دن نمازِ فجر کے وقت جبل اُحد کے دامن میں پہنچے۔ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان دی اور نبی کریم صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نمازِ فجر پڑھا کر میدان جنگ میں مورچہ بندی شروع فرمائی۔ حضرت عکاشہ بن محصن اسدی کو لشکر کے میمنہ (دائیں بازو) پر اور حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد مخزومی کو میسرہ (بائیں بازو) پر اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح و حضرت سعد بن ابی وقاص کو مقدمہ (اگلے حصہ) پر اور حضرت مقداد بن عمرو کو ساقہ (پچھلے حصہ) پر افسر مقرر فرمایا (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اور صف بندی کے وقت اُحد پہاڑ کو پشت پر رکھا اور کوہ عینین کو جو وادی قناۃ میں ہے اپنے بائیں طرف رکھا۔ لشکر کے پیچھے پہاڑ میں ایک درہ (تنگ راستہ) تھا جس میں سے گزر کر کفارِ قریش مسلمانوں کی صفوں کے پیچھے سے حملہ آور ہو سکتے تھے اس لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس درہ کی حفاظت کے لئے پچاس تیراندازوں کا ایک دستہ مقرر فرما دیا اور حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو اس دستہ کا امیر بنا دیا اور یہ حکم دیا کہ دیکھو ہم چاہے مغلوب ہوں یا غالب مگر تم لوگ اپنی اس جگہ سے اس وقت تک نہ ہٹنا جب تک میں تمہارے پاس کسی کو نہ بھیجوں۔ (مدارج النبوۃ)

مشرکین نے بھی نہایت باقاعدگی کے ساتھ اپنی صفوں کو درست کیا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے لشکر کے میمنہ پر خالد بن ولید کو اور میسرہ پر عکرمہ بن ابوجہل کو افسر بنا دیا، سواروں کا دستہ صفوان بن اُمیہ کی کمان میں تھا۔ تیراندازوں کا ایک دستہ الگ تھا جن کا سردار عبداللہ بن ربیعہ تھا اور پورے لشکر کا علمبردار طلحہ بن ابوطلحہ تھا جو قبیلہ بنی عبدالدار کا ایک آدمی تھا۔ (سیرت مصطفیٰ بحوالہ مدارج)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب دیکھا کہ پورے لشکر کفار کا علمبردار قبیلہ بنی عبدالدار کا ایک شخص ہے تو آپ نے بھی اسلامی لشکر کا جھنڈا حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمایا جو قبیلہ بنو عبدالدار سے تعلق رکھتے تھے۔

جنگ کی ابتداء۔ سب سے پہلے کفارِ قریش کی عورتیں دف بجا بجا کر ایسے اشعار گاتی ہوئی آگے بڑھیں جن میں جنگِ بدر کے مقتولین کا ماتم اور انتقامِ خون کا جوش بھرا ہوا تھا۔

مشرکین کی صفوں میں سے سب سے پہلے جو شخص جنگ کے لئے نکلا وہ ''ابو عامر اوسی'' تھا۔ جس کی عبادت اور پارسائی کی بنا پر مدینہ والے اس کو ''راہب'' کہا کرتے تھے مگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس کا نام ''فاسق'' رکھا تھا۔ زمانہ جاہلیت میں یہ شخص اپنے قبیلہ اوس کا سردار تھا اور مدینہ کا مقبول عام آدمی تھا مگر جب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو یہ شخص جذبہ حسد میں جل بھن کر خدا کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مخالفت کرنے لگا اور مدینہ سے نکل کر مکہ چلا گیا اور کفارِ قریش کو آپ سے جنگ کرنے پر آمادہ کیا۔ اس کو بڑا بھروسا تھا کہ میری قوم جب مجھے دیکھے گی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ساتھ چھوڑ دے گی۔ چنانچہ اس نے میدان میں نکل کر پکارا کہ اے انصار! کیا تم لوگ مجھے پہچانتے ہو؟ میں ابو عامر راہب ہوں۔ انصار نے چلا کر کہا ہاں ہاں! اے فاسق! ہم تجھ کو خوب

پہچانتے ہیں۔ خدا تجھے ذلیل فرمائے۔ ابو عامر اپنے لئے فاسق کا لفظ سن کر تلملا گیا۔ کہنے لگا کہ ہائے افسوس! میرے بعد میری قوم بالکل ہی بدل گئی۔ پھر کفارِ قریش کی ایک ٹولی جو اس کے ساتھ تھی مسلمانوں پر تیر برسانے لگی۔ اس کے جواب میں انصار نے بھی اس زور کی سنگ باری کی کہ ابو عامر اور اس کے ساتھی میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔

(سیرت مصطفیٰ بحوالہ مدارج)

لشکر کفار کا علمبردار طلحہ بن ابو طلحہ صف سے نکل کر میدان میں آیا اور کہنے لگا کہ کیوں مسلمانو! تم میں کوئی ایسا ہے کہ وہ مجھ کو دوزخ میں پہنچا دے یا خود میرے ہاتھ سے وہ جنت میں پہنچ جائے۔ اس کا یہ گھمنڈ سے بھرا ہوا کلام سن کر حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہاں "میں ہوں" یہ کہہ کر فاتح خیبر نے ذوالفقار کے ایک ہی وار سے اُس کا سر پھاڑ دیا اور وہ زمین پر تڑپنے لگا اور شیر خدا منہ پھیر کر وہاں سے ہٹ گئے۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے اس کا سر کیوں نہیں کاٹ لیا؟ شیر خدا نے فرمایا کہ جب وہ زمین پر گرا تو اس کی شرمگاہ کھل گئی اور وہ مجھے قسم دینے لگا کہ مجھے معاف کر دیجیے اس بے حیا کو بے ستر دیکھ کر مجھے شرم دامن گیر ہو گئی اس لئے میں نے منہ پھیر لیا۔ (مدارج النبوۃ)

طلحہ کے بعد اس کا بھائی عثمان بن ابو طلحہ رجز یہ شعر پڑھتا ہوا حملہ آور ہوا

اِنَّ عَلٰی اَهْلِ اللِّوَاءِ حَقًّا　　　اَنْ یَّخْضِبَ اللِّوَاءَ اَوْ تَنْدَقَّا

علمبردار کا فرض ہے کہ نیزہ کو خون میں رنگ دے یا وہ ٹکرا کر ٹوٹ جائے

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اس کے مقابلہ کے لئے تلوار لے کر نکلے اور اس کے شانے پر ایسا بھرپور ہاتھ مارا کہ تلوار ریڑھ کی ہڈی کو کاٹتی ہوئی کمر تک پہنچ گئی اور آپ کے منہ سے یہ نعرہ نکلا کہ "اَنَا ابْنُ سَاقِی الْحَجِیْجِ" میں حاجیوں کے سیراب کرنے والے عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ (سیرت مصطفیٰ بحوالہ مدارج النبوۃ)

اس کے بعد عام جنگ شروع ہو گئی اور میدان جنگ میں کشت و خون کا بازار گرم ہو گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار حضرت عکاشہ کے ہاتھ میں

اس موقعہ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کو اپنی تلوار عطاء فرمائی جس پر یہ شعر لکھا ہوا تھا کہ

فی الجبن عار وفی القبال مکرمة　　　والمرء بالجبن لا ینحو من القدر

بزدلی میں شرم ہے اور آگے بڑھ کر لڑنے میں عزت ہے اور آدمی بزدلی کر کے تقدیر سے نہیں بچ سکتا۔

حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ اس تلوار کو لیکر اپنے سر پر ایک سرخ رنگ کا رومال باندھ کر اکڑتے اور اتراتے ہوئے میدان جنگ میں نکل پڑے اور دشمنوں کی صفوں کو چیرتے ہوئے اور تلوار چلاتے ہوئے کفار کو واصل جہنم کرتے ہوئے آگے بڑھتے جارہے تھے۔

حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کی طرح حضرت امیر حمزہ اور حضرت مولا علی رضی اللہ عنہما بھی دشمنوں کی صفوں میں گھس گئے اور کفار کا قتل عام شروع کردیا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انتہائی جوش جہاد میں دودستی تلوار مارتے ہوئے آگے بڑھتے جارہے تھے۔ اسی حالت میں ''سباع غبشانی'' سامنے آگیا آپ نے تڑپ کر فرمایا کہ اے عورتوں کا ختنہ کرنے والی عورت کے بچے ! ٹھہر، کہاں جاتا ہے؟ تو اللہ ورسول سے جنگ کرنے چلا آیا ہے۔ یہ کہہ کر اس پر تلوار چلادی، اور وہ دوٹکڑے ہوکر زمین پر ڈھیر ہوگیا۔

'وحشی "جو ایک حبشی غلام تھا اور اس کا آقا جبیر بن مطعم اس سے وعدہ کرچکا تھا کہ تو اگر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کردے تو میں تجھ کو آزاد کردوں گا۔ وحشی ایک چٹان کے پیچھے چھپا ہوا تھا اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی تاک میں تھا جوں ہی آپ اس کے قریب پہنچے اس نے دور سے اپنا نیزہ پھینک کر مارا جو آپ کی ناف میں لگا اور پشت کے پار ہوگیا۔ اس حال میں بھی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ تلوار لے کر اس کی طرف بڑھے مگر زخم کی تاب نہ لاکر گر پڑے اور شہادت سے سرفراز ہوگئے۔ (بخاری کتاب المغازی باب قتل حمزہ)

(حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ نہایت اہم اور دردناک ہے تفصیل کے لیے حضور فیض ملت نور اللہ مرقدہٗ کی کتاب ''حضرت امیر حمزہ'' کا مطالعہ کریں ادارہ)

ابو عامر راہب کفار کی طرف سے لڑرہا تھا مگر اس کے بیٹے حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ پرچم اسلام کے نیچے جہاد کررہے تھے۔ ان شہادت کا واقعہ ملاحظہ کریں۔

حضرت حنظلہ غسیل الملائکہ رضی اللہ عنہ کی شہادت اور ان کا خاندانی پس منظر

اس غزوہ احد میں ایک نوجوان صحابی شہید ہوئے، جن کا نام حضرت حنظلہ تھا۔ ان کا تعلق قبیلہ خزرج سے تھا۔ آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے فداکار اور مخلص مومن تھے۔ عجیب بات یہ ہے کہ ان کا والد بھی عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین کی طرح قبیلے اور بستی کا ایک معروف آدمی تھا۔ وہ عیسائی راہب بن گیا تھا اور اس کی علمی وجاہت اور زہد وتقویٰ کا بڑا چرچا تھا۔

اس کے ساتھ ساتھ اس نے اپنی چالاکی سے خود کو بڑا درویش ثابت کر کے جہلا پر اپنا مذہبی تقدس اور رعب قائم کر رکھا تھا۔ سرکار کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ آمد پر جس طرح عبداللہ بن ابی آپکا دشمن بن گیا، اسی طرح ابو عامر راہب بھی آپ کا بدترین دشمن بن گیا۔ یہی شخص ہے، جس کی سازش سے مدینہ منورہ میں مسجد ضرار تعمیر کی گئی تھی۔ اسی نے غزوہ احد میں وہ گڑھے کھدوائے تھے، جن کو گھاس پھوس سے ڈھانپ دیا گیا تھا، انھیں میں سے ایک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زخمی ہونے کا سبب بنا۔

جنگ حنین تک جتنی لڑائیاں ہوئیں، سب میں اس دشمن اسلام ابو عامر نے کفار و مشرکین کو اشتعال دلانے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ فتح مکہ کے بعد یہ سرزمین عرب سے مایوس ہو کر شام کی طرف بھاگ گیا اور وہاں سے روم پہنچا۔ قیصر روم کو غزوہ تبوک کے موقع پر عرب پر حملہ کرنے کے لیے بھی اسی نے تیار کیا تھا۔ اس بدبخت انسان کے گھر میں حضرت حنظلہ جیسا سپوت اسلام پیدا ہوا۔ غزوہ احد میں حضرت حنظلہ نے اپنے باپ کو بھی قتل کرنے کی کوشش کی تھی مگر وہ بھاگ کر صفوں کے پیچھے چھپ گیا تھا۔ پھر آپ نے ابوسفیان پر حملہ کیا اور قریب تھا کہ اسے قتل کر دیتے۔ آپ نے اس کے گھوڑے کی ٹانگ کاٹ دی، گھوڑا اور سوار دونوں گر گئے۔ آپ سردار قریش کو قتل کیا ہی چاہتے تھے کہ ابوسفیان کے محافظین آگے بڑھے اور شداد بن اسود نے حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔

جنگ کے بعد جب حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کا جسد اطہر اٹھایا جا رہا تھا کہ صحابہ نے تازہ پانی کے قطرے ان کے بالوں سے گرتے دیکھے۔ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ منظر بتایا گیا تو آپ نے فرمایا "اس کے گھر والوں سے معلوم کرو" معلوم ہوا کہ جنگ سے پہلی رات حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کی شب عروسی تھی۔ اعلان جہاد سنتے ہی وہ میدان جنگ کی طرف لپکے کہ کہیں پیچھے نہ رہ جائیں۔ غسل جنابت فرض تھا لیکن اس خیال سے کہ سبقت الی الجنۃ سے محروم نہ رہ جائیں، تیزی سے شریک جہاد ہو گئے۔ ان کی اہلیہ جمیلہ بنت ابی (رئیس المنافقین کی ہمشیرہ) مخلص صحابیہ تھیں۔ آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فرشتوں نے حنظلہ کو جنت کے پانی سے غسل دیا ہے۔ اسی لیے حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ غسیل الملائکہ کہلائے یہ واقعہ ابن اسحاق نے تفصیلاً لکھا ہے۔ ابن کثیر نے بھی البدایہ والنھایہ میں اسے نقل کیا ہے۔

کفار کے پاؤں اکھڑ گئے

اس جنگ میں مجاہدین انصار و مہاجرین بڑی دلیری اور جان بازی سے لڑتے رہے یہاں تک کہ مشرکین کے پاؤں اکھڑ گئے۔ حضرت علی و حضرت ابو دجانہ و حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم وغیرہ کے مجاہدانہ حملوں نے مشرکین کی کمر توڑ

دی۔ کفار کے تمام علمبردار عثمان، ابوسعد، مسافع، طلحہ بن ابی طلحہ وغیرہ ایک ایک کر کے کٹ کٹ کر زمین پر ڈھیر ہو گئے ۔کفار کو شکست ہوگئی اور وہ بھاگنے لگے اور ان کی عورتیں جو اشعار پڑھ پڑھ کر لشکر کفار کو جوش دلا رہی تھیں وہ بھی بدحواسی کے عالم میں اپنے ازار اٹھائے ہوئے برہنہ ساق بھاگتی ہوئی پہاڑوں پر دوڑتی ہوئی چلی جا رہی تھیں اور مسلمان قتل وغارت میں مشغول تھے۔

اچانک جنگ کا پانسہ پلٹ گیا

کفار کی بھگدڑ اور مسلمانوں کے فاتحانہ قتل وغارت کا یہ منظر دیکھ کر وہ پچاس تیرانداز مسلمان جو درہ کی حفاظت پر مقرر کیے گئے تھے وہ بھی آپس میں ایک دوسرے سے یہ کہنے لگے کہ غنیمت جمع کرنے میں اپنے ساتھوں کا ساتھ دو تمہاری فتح ہوگئی۔ ان کے امیر حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے ہر چند روکا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یاد دلایا اور ڈرایا مگر ان تیرانداز مسلمانوں نے ایک نہیں سنی اور اپنی جگہ چھوڑ کر صحابہ کرام کے ہمراہ مال غنیمت جمع کرنے میں مصروف ہوگئے۔ لشکر کفار کا ایک دستہ خالد بن ولید کی سرکردگی میں پہاڑ کی بلندی سے یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ جب اس نے درہ پہرہ داروں سے خالی دیکھا تو فوراً ہی اس نے درہ کے راستہ سے فوج لا کر مسلمانوں پر پیچھے سے حملہ کر دیا۔ حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے چند ساتھیوں کے ساتھ انتہائی جواں مردی سے مقابلہ کیا مگر یہ سب کے سب شہید ہوگئے۔ اب کیا تھا کافروں کی فوج کے لئے راستہ صاف ہوگیا خالد بن ولید نے زبردست حملہ کر دیا۔ یہ دیکھ کر بھاگتی ہوئی کفارِ قریش کی فوج بھی پلٹ پڑی۔ مسلمان مال غنیمت لوٹنے میں مصروف تھے پیچھے پھر کر دیکھا تو تلواریں برس رہی تھیں اور کفار آگے پیچھے دونوں طرف سے مسلمانوں پر حملہ کر رہے تھے اور مسلمانوں کا لشکر چکی کے دو پاٹوں میں دانہ کی طرح پسنے لگا اور مسلمانوں میں ایسی بدحواسی اور ابتری پھیل گئی کہ اپنے اور بیگانے کی تمیز نہیں رہی۔ خود مسلمان مسلمانوں کی تلواروں سے قتل ہوئے۔ چنانچہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے والد حضرت یمان رضی اللہ عنہ خود مسلمانوں کی تلوار سے شہید ہوئے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ چلاتے ہی رہے کہ "اے مسلمانو یہ میرے باپ ہیں، یہ میرے باپ ہیں" مگر کچھ عجیب بدحواسی پھیلی ہوئی تھی کہ کسی کو کسی کا دھیان ہی نہیں تھا اور مسلمانوں نے حضرت یمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت کی خبر اُڑا دی گئی

دریں اثناء ابن قمیہ نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو تیر مار کر شہید کر دیا۔ چونکہ یہ شکل وصورت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مشابہ تھے ان کو زمین پر گرتے ہوئے دیکھ کر کفار نے شور مچا دیا کہ (معاذ اللہ) حضور تاجدارِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

قتل ہو گئے۔

اس آواز نے غضب ہی ڈھا دیا مسلمان یہ سن کر بالکل ہی سراسیمہ اور پراگندہ دماغ ہو گئے اور میدان جنگ چھوڑ کر بھاگنے لگے۔ بڑے بڑے بہادروں کے پاؤں اکھڑ گئے اور مسلمانوں میں کچھ لوگ تو بھاگ کر مدینہ کے قریب پہنچ گئے، کچھ لوگ سہم کر مردہ دل ہو گئے جہاں تھے وہیں رہ گئے اپنی جان بچاتے رہے یا جنگ کرتے رہے، کچھ لوگ جن کی تعداد تقریباً بارہ تھی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے۔ اس ہلچل اور بھگدڑ میں بہت سے لوگوں نے تو بالکل ہی ہمت ہار دی اور جو جاں بازی کے ساتھ لڑنا چاہتے تھے وہ بھی دشمنوں کے دوطرفہ حملوں کے نرغے میں پھنس کر مجبور ولاچار ہو چکے تھے۔ تاجدار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ اور کس حال میں ہیں؟ کسی کو اس کی خبر نہیں تھی۔

حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ تلوار چلاتے اور دشمنوں کی صفوں کو درہم برہم کرتے چلے جاتے تھے مگر وہ ہر طرف مڑ مڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھتے تھے مگر جمالِ نبوت نظر نہ آنے سے وہ انتہائی اضطراب و بے قراری کے عالم میں تھے۔

حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ لڑتے لڑتے میدان جنگ سے بھی کچھ آگے نکل پڑے وہاں جا کر دیکھا کہ کچھ مسلمانوں نے مایوس ہو کر ہتھیار پھینک دیئے ہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ تم لوگ یہاں بیٹھے کیا کر رہے ہو؟ لوگوں نے جواب دیا کہ اب ہم لڑ کر کیا کریں گے؟ جن کے لئے لڑتے تھے وہ تو شہید ہو گئے۔ حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر واقعی رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم شہید ہو چکے تو پھر ہم ان کے بعد زندہ رہ کر کیا کریں گے؟ چلو ہم بھی اسی میدان میں شہید ہو کر اپنے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ جائیں یہ کہہ کر آپ دشمنوں کے لشکر میں لڑتے ہوئے گھس گئے اور آخری دم تک انتہائی جوشِ جہاد اور جان بازی کے ساتھ جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ لڑائی ختم ہونے کے بعد جب ان کی لاش دیکھی گئی تو اسّی سے زیادہ تیر و تلوار اور نیزوں کے زخم ان کے بدن پر تھے کافروں نے ان کے بدن کو چھلنی بنا دیا تھا اور ناک، کان وغیرہ کاٹ کر ان کی صورت بگاڑ دی تھی، کوئی شخص ان کی لاش کو پہچان نہ سکا صرف ان کی بہن نے ان کی انگلیوں کو دیکھ کر ان کو پہچانا۔ (بخاری و مسلم)

چہرہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نظر آیا

عین مایوسی کے عالم میں سب سے پہلے جس نے تاجدار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جمال دیکھا وہ حضرت کعب بن مالک رضی

اللہ عنہ کی خوش نصیب آنکھیں ہیں، انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان کر مسلمانوں کو پکارا کہ اے مسلمانو! ادھر آؤ، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہیں، اس آواز کو سن کر تمام جاں نثاروں میں جان پڑ گئی اور ہر طرف سے دوڑ دوڑ کر مسلمان آنے لگے، کفار نے بھی ہر طرف سے حملہ روک کر رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قاتلانہ حملہ کرنے کے لئے سارا زور لگا دیا۔ لشکر کفار کا دل بادل ہجوم کے ساتھ امنڈ پڑا اور بار بار مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم پر یلغار کرنے لگا مگر ذوالفقار کی بجلی سے یہ بادل پھٹ پھٹ کر رہ جاتا تھا۔

حضرت زیاد بن سکن کی قابل رشک شہادت

اس شدید جنگ میں کفار کا ہجوم حملہ آور ہوا تو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''کون ہے جو میرے اوپر اپنی جان قربان کرتا ہے؟'' یہ سنتے ہی حضرت زیاد بن سکن رضی اللہ عنہ پانچ انصاریوں کو ساتھ لے کر آگے بڑھے اور ہر ایک نے لڑتے ہوئے اپنی جانیں فدا کر دیں۔ حضرت زیاد بن سکن رضی اللہ عنہ زخموں سے لاچار ہو کر زمین پر گر پڑے تھے مگر کچھ کچھ جان باقی تھی، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان کی لاش کو میرے پاس اٹھالاؤ، جب لوگوں نے ان کی لاش کو بارگاہ رسالت میں پیش کیا تو حضرت زیاد بن سکن رضی اللہ عنہ نے کھسک کر محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر اپنا منہ رکھ دیا اور اسی حالت میں ان کی روح پرواز کر گئی۔ اللہ اکبر! حضرت زیاد بن سکن رضی اللہ عنہ کی اس موت پر لاکھوں زندگیاں قربان! سبحان اللہ۔ اے کاش

ہمارا بھی مدینہ مقام ہو　　　در رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ قصہ تمام ہو

حضرت سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ کی وصیت

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم سے حضرت سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ کی لاش کی تلاش میں نکلا تو میں نے ان کو سکرات کے عالم میں پایا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے میرا سلام عرض کر دینا اور اپنی قوم کو بعد سلام میرا یہ پیغام سنا دینا کہ جب تک تم میں سے ایک آدمی بھی زندہ ہے اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تک کفار پہنچ گئے تو خدا کے دربار میں تمہارا کوئی عذر بھی قابل قبول نہ ہوگا۔ یہ کہا اور ان کی روح پرواز کر گئی۔ (زرقانی)

محبوب خدا سرور انبیا ﷺ زخمی حالت میں احد کے غار میں تشریف لے گئے وہاں بھی کئی اہم واقعات رونما ہوئے۔

(تفصیل سیرت حبیب کبریا میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے ادارہ)

مسجد فسح

احد پہاڑ سے متصل غار کے نیچے ایک چھوٹی سی مسجد ہے مذکور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسجد کی جگہ جنگ احد کے دن لڑائی کے بعد نماز ظہر ادا فرمائی، ابن ہشام کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن نماز ظہر زخموں کی وجہ سے بیٹھ کر پڑھی تھی اور باقی تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم نے بھی آپ کے پیچھے بیٹھ کر اقتدا کی۔

شاید حضرت عمر بن عبدالعزیز ؒ نے اپنی دور خلافت میں وہاں مسجد تعمیر کروائی مگر اس کی موجودہ عمارت دور عثمانی کی یادگار ہے اس وقت اس کی شمالی دیوار بالکل گر چکی ہے البتہ مشرقی مغربی اور جنوبی دیواروں کے کچھ حصے باقی ہیں۔ محراب کے کچھ آثار ابھی باقی ہیں۔ اب اس کے گرد حفاظتی جنگلہ نصب ہے۔ نجدیوں نے دیگر مقامات مقدس کی طرح اس عظیم یادگار کو بھی مٹا کر رکھ دیا ہے اب تو زائرین کرام کو یہاں جانا بھی ممنوع قرار دیا گیا ہے مگر عاشق کہاں رکتے ہیں؟

آپ کے نام پر سب کچھ قربان

غزوہ احد کا واقعہ ہے۔ میدان جنگ میں جب معرکہ کارزار گرم ہوا اور حق کی مٹھی بھر جماعت پر باطل کے لشکر جرار نے پوری قوت اور طاقت سے حملہ کیا تو دیکھا گیا ہے کہ ایک انصاری عورت کے شوہر، باپ اور بھائی تینوں نے جام شہادت نوش کر گئے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر دیوانہ وار فدا ہو گئے، یہ دل دہلا دینے والی خبر اس عورت کو بھی پہنچائی گئی مگر اللہ پر ایمان کی پختگی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا اثر کہ بجائے اس کے کہ وہ عورت اپنے پیاروں کی شہادت پر آہ فغاں اور ماتم وفریاد کرتی اس نے سب سے پہلے سوال کیا

"خدارا مجھے یہ بتاؤ کہ میرے آقا اور سردار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (آپ پر میری جان قربان) تو بخیر ہیں؟"

صحابہ کرام نے کہا۔ ہاں "آپ سلامت ہیں" مگر اس سے اس کی تسکین نہ ہوئی اور بے تابانہ کہنے لگی

"اچھا چلو! میں اپنی آنکھوں سے دیدار کرلوں تو یقین ہوگا" اور جب اس نے اپنی آنکھوں سے چہرہ انور کی زیارت کر لی تو بولی

كل مصيبة بعدك جلل — جب آپ زندہ سلامت ہیں تو ہر مصیبت آسان ہے۔

شہدائے احد کی فضیلت

سنن ابی داود کی روایت ہے عثمان بن ابی شیبہ، عبداللہ بن ادریس، محمد بن اسحاق، اسماعیل بن امیہ، ابوزبیر، سعید بن جبیر،

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تمہارے بھائی احد کے دن شہید کئے گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روحوں کو سبز رنگ کے پرندوں کے پیٹ میں رکھ دیا وہ جنت کی نہروں پر اترتے اور اس سے سیراب ہوتے ہیں اور اس (جنت) کے پھل کھاتے ہیں اور سونے کی قندیلوں میں بسیرا کرتے ہیں جو عرش کے سایہ میں لٹکے ہوئے ہیں جب ان کی روحوں نے کھانے پینے اور آرام و راحت کی لذت محسوس کی تو کہا کون ہے جو ہماری طرف سے ہمارے بھائیوں تک یہ خوشخبری پہنچا دے کہ ہم جنت میں زندہ ہیں اور ہمیں کھانے پینے کو ملتا ہے (ہم ان کو یہ خوشخبری اس لئے سنانا چاہتے ہیں تاکہ) وہ جہاد سے بے توجہی نہ برتیں اور کفار سے جنگ و جدال میں پیچھے نہ ہٹیں پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمہاری یہ خوشخبری ان تک پہنچا دوں گا پس اللہ تعالیٰ نے یہ سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۱۶۹ نازل فرمائی۔

اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں (ترجمہ کنزالایمان)

حدیث شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدائے احد کے مزارات پر فرمایا

''میں تم سے پہلے جا رہا ہوں میں تمہارے حق میں گواہی دونگا، تم سے ملاقات حوض کوثر پر ہوگی''

دعائے مغفرت

☆ محترم حاجی محمد نواز خان عباسی (گوٹھ لشکر بہاولپور) کی اہلیہ محترمہ کا ۲۹ رمضان المبارک کو انتقال ہوا۔

☆ حاجی نذیر احمد کریانہ مرچنٹ (چوک شکارپوری بہاولپور) کی اہلیہ محترمہ یکم رمضان المبارک فوت ہوئیں۔

قارئین کرام سے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔ (ادارہ)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی کا علم

رسول خدا سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سفر میں جاتے (حتی کہ جنگ کا سفر ہی کیوں نہ ہو) تو اپنی ازواج مطہرات کے درمیان قرعہ نکالتے تھے جس کے نام قرعہ نکل آتا تھا اس بیوی کو اپنے ساتھ لے جاتے تھے۔

غزوہ بنی مصطلق میں ام المومنین حضرت سیدہ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نام قرعہ نکلا آپ انہیں اپنے ساتھ لے گئے۔ جنگ سے واپسی کے پر جب مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو وہیں ٹھہر گئے اور آرام کرنے لگے۔ اسی اثنا میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس بات کی طرف متوجہ ہوئیں کہ ان کا گلوبند (ہار) گم ہو گیا ہے اس کو ڈھونڈنے کے لیے آپ خیمہ گاہ سے دور تشریف لے گئیں جب واپس پلٹیں تو لشکر اسلام کا قافلہ وہاں سے کوچ کر چکا تھا اور تنہا وہ رہ گئیں تھیں۔ ایک نہایت متقی پرہیز گار صحابی حضرت صفوان بن معطل ﷛ تھے وہ لشکر اسلام کے پیچھے پیچھے اطلاعات حاصل کرنے کے لیے چلا کرتے تھے وہاں پہنچے اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ وہ وہاں تنہا ہیں نہایت ادب سے وہ اونٹ سے نیچے اترے اونٹ کو زمین پر بٹھایا اور خود دور کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ بی بی صاحبہ اونٹ پر سوار ہو گئیں انہوں نے اونٹ کی مہار پکڑی اور راستہ میں ایک حرف بھی گفتگو کئے بغیر ان کو مدینہ منورہ لے آئے۔ جب مدینہ شریف پہنچے تو منافقین نے عبداللہ بن ابی کی قیادت میں سیدہ کائنات ام المومنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں تہمت تراشی کی۔ ناواقف ان تہمتوں کو لے اڑے مدینہ منورہ میں تہمتوں اور افواہوں کا بازار گرم تھا اور ہر آدمی ایک الگ بات کہتا تھا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیمار ہو گئیں اور اس تہمت کے غم میں جو بے گناہی کے باوجود ان پر لگایا گیا تھا، روتی تھیں اور کسی وقت ان کو چین نہ تھا قریب تھا کہ اس موضوع پر فتنہ مزید تیز ہو جائے کہ اللہ رب العزت نے اپنے پیارے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ محترمہ حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی کے لئے سورہ نور کی 11 سے 27 تک آیات نازل ہوئیں اور سیدہ ام المومنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ خوش خبری سنائی گئی کہ خدا اللہ تعالیٰ تمہاری پاکیزگی پر گواہ ہے۔ (طبری جلد ۲)

پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تہمت لگانے والوں پر حد جاری فرمائی۔

ابن اسحاق کا کہنا ہے کہ بعد میں معلوم ہوا کہ حضرت صفوان بن معطل ﷛ عورتوں کے ساتھ نزدیکی نہیں کر سکتے تھے یہ مردِ پارسا کسی جنگ میں شہید ہو گئے۔

واقعہ افک کو بنیاد بنا کر بعض بدنصیب علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اعتراض کرتے ہیں کہ معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کو اپنی بیوی کی پاک دامنی علم نہ تھا تاوقتیکہ قرآن پاک کی آیات نازل نہ ہوئی جبکہ اہل سنت کا موقف یہ ہے کہ عالم ماکان وما یکون رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآنی آیات کے نزول سے پہلے یقین تھا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پاک دامن ہیں خاموشی میں کئی راز پنہاں تھے، کئی حکمتیں تھیں عاشق ومنافق عیاں ہوئے اور اب تک ہورہے ہیں۔ واقعہ افک پر منکرین کی طرف سے اٹھائے گئے اعتراضات کے محقق ومدلل جوابات کے لئے حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان علامہ الحاج شیخ الحدیث حافظ محمد فیض احمد اویسی رضوی نور اللہ مرقدہٗ ضخیم کتاب ''شرح حدیث افک'' کا مطالعہ کریں۔

اسرار دل

مدینہ منورہ میں ماہنامہ فیض عالم بہاولپور کے کالم نگار الحاج ملک اللہ بخش کلیار کی تازہ تصنیف ''اسرار دل'' پر (سابق) چیف جسٹس پاکستان محترم جناب عبدالحمید ڈوگر صاحب کا خوبصورت تبصرہ۔

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

''دل'' کی حقیقت ہر زمانہ میں ایک عجیب معمہ رہی ہے' علماء نے شاعروں نے فلسفیوں نے اور میدان عشق کے شہسواروں نے اس پر بہت قسمت آزمائی کیں مگر پھر بھی موضوع ناتمام رہا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے دیار حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مقیم عزیز محترم ملک اللہ بخش کلیار کو جنہوں نے اس موضوع پر قلم اٹھایا اور ''اسرار دل'' کے نام سے ایک بہت جامع کتاب مرتب کی۔ مدینہ منورہ میں حاضری کے دوران کلیار صاحب میرے میزبان ہوتے ہیں۔ ان سے گفتگو کے دوران یہ احساس ہوا کہ دین کے بارے میں اور تاریخ اسلام کے حوالے سے موصوف کی استعداد قابلِ ستائش ہے اور وہ اپنی گفتگو میں بڑا مدلل اور واضح موقف پیش کرتے ہیں۔ ''اسرار دل'' کے موضوع پر دیگر کتب بھی ہونگی لیکن میری نظر میں یہ کتاب بہت جامع انداز بیان سادہ اور عام فہم ہے۔ جس سے ہر طبقہ کے لوگوں کو استفادہ کا موقع ملے گا۔ دراصل یہ ایک ایسا اہم موضوع ہے کہ اگر اس کی حقیقت سمجھ آجائے اور انسان اپنے دل کو کنٹرول کرلے تو اسکی زندگی سنور جاتی ہے۔ اسکے مزاج میں انصاف، میانہ روی، خوش اخلاقی، ہمدردی اور بھی بے شمار اچھی صفات پیدا ہوجاتی ہیں۔ موصوف کی یہ کاوش پہلی نہیں ہے اس سے پہلے ''مستجاب دعائیں'' کے نام سے ان کی کتاب منظر عام پر آچکی ہے اور قارئین سے بے پناہ داد تحسین حاصل کرچکی ہے۔ دعاؤں کا یہ حسین گلدستہ بے حد مفید اور جامع ہے قرآن وسنت اور سیرت پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں عبد اور معبود کے تعلق کو قریب کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعاگو ہوں کہ موصوف کی جملہ کوششوں کو قبول فرمائے اور ان کو اجرِ عظیم عطا فرمائے اور قارئین کو اس کتاب سے بھرپور فائدہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

جسٹس عبدالحمید ڈوگر (سابق) چیف جسٹس پاکستان

حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان نور اللہ مرقدہٗ کا خاندانی پس منظر ابتدائی احوال

حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان نور اللہ مرقدہٗ کے چوتھے سالانہ عرس مبارک مورخہ ۱۸ تا ۲۰ شوال المکرم کی مناسبت سے یہ مضمون شامل اشاعت ہے۔ (ادارہ)

حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان نور اللہ مرقدہٗ قوم لاڑ کے چشم و چراغ ہیں اس قوم کے متعلق حضرت علامہ مولانا اللہ بخش نیر رحمۃ اللہ علیہ (جمن شاہ لیہ) لکھتے ہیں۔

قبیلہ "لاڑ" (حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا) حضرت عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی پشت سے چلا ہے۔ اسی قبیلہ کے تین بھائی جو کہ غوث صمدانی محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کے مرید تھے) کے فرمان کے مطابق ادھر برصغیر میں تشریف لائے تھے اور غیر مسلم سے جنگ لڑتے ہوئے درجہ شہادت حاصل کیا تھا ان میں ایک ہمارے جد امجد حضرت محی الدین المعروف جیٹھہ تھے۔ بھٹہ آپ کے ایک خلیفہ تھے جس کی بناء پر عوام میں آپ جیٹھہ بھٹہ کے نام سے مشہور ہو گئے۔ خان پور کٹورہ ضلع رحیم یار خان میں ان کا مزار زیارت خاص و عام ہے۔ مخدوم محی الدین المعروف جیٹھہ بھٹہ سائیں کی اولاد اب ''لاڑ'' یا ''جام'' کے نام سے برصغیر میں مشہور ہے (مقالہ حضور فیض ملت میری نظر میں)

تحقیق لفظ ''لاڑ''

حضور فیض ملت نور اللہ مرقدہٗ نے لفظ لاڑ کی تحقیق کے حوالہ اپنے بیاضِ اویسی میں لکھا کہ اس لفظ کے متعلق سمجھ نہیں آ رہا کہ اس کا معنیٰ کیا ہے اور کونسے علاقہ سے تعلق رکھتا ہے پاکستان کے مختلف علاقوں میں اس کا نام ملتا ہے۔ سندھ میں ایک سمت کا نام لاڑ ہے (جبکہ ایک شہر لاڑکانہ بھی ہے) سرحد (ڈیرہ اسماعیل خان) میں ایک قصبہ لاڑ ہے۔ پنجاب میں ایک قوم لاڑ ہے جو مختلف اضلاع میں آباد ہے۔ فقیر اویسی غفرلہٗ بھی اسی قوم کا ایک فرد ہے پہلے ہم نے سنا تھا یہ قوم سندھ سے نواب بہاولپور مرحوم کے ساتھ آئی لیکن ملتان کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قوم پہلے سے یہاں آباد ہے۔ چنانچہ حضرت سخی سرور قدس سرہٗ کے والد گرامی کے متعلق تعارف کراتے ہوئے مصنف لکھتا ہے کہ تواریخ (ملتان) میں مذکور ہے کہ جب حضرت زین العابدین پاک و ہند میں تشریف لائے تو ان کے ہمراہ ان کی بیوی المینہ تھی اور جب ملتان کے قریب سکونت پذیر ہوئے تو وہاں میر لاڑ نامی کوئی شخص حکمران تھا۔ اس کی دو لڑکیاں تھیں جن میں ایک کا نام بی بی عائشہ تھا اس کا نکاح حضرت زین العابدین سے ہوا دوسری کی شادی گھنو خان پٹھان حاکم ملتان سے ہوئی۔ (تذکرہ سخی سرور)

اسی کے حاشیہ پر ہے کہ اسی حاکم (میر لاڑ) کے نام پر موضع لاڑ مشہور ہے جو شاہکوٹ یا سہ کوٹ کے قریب ہے۔ (مرقع ملتان)

یہ موضع اب قصبہ لاڑ سے مشہور ہے مرکزی اڈہ ہے جہاں سے شجاعباد، جلالپور پیروالہ اور دوسری طرف بہاولپور اور تیسری طرف ملتان کو بسیں جاتی ہیں۔

اسی تذکرہ سخی سرور میں ہے کہ اسی لاڑ حاکم کی لڑکی بی بی عائشہ سے حضرت سخی سرور رحمۃ اللہ علیہ (ڈی جی خان) پیدا ہوئے۔

اسی تذکرہ کے صفحہ ۱۰۳ میں ہے کہ سید زین العابدین چھٹی صدی ہجری مطابق بارہویں صدی عیسوی میں یہاں اسلام کی تبلیغ کے لیے تشریف لائے۔

فوائد ﷺ (۱) فقیر اویسی عفرلہٗ کو اسی قبیلہ لاڑ سے تعلق ہے۔

(۲) ہمارے دور میں یہ برادری متوسط (یعنی نہ اعلیٰ نہ نہایت کم) متصور ہوتی ہے اس میں نہ بڑے دنیا دار ہیں نہ نہایت مفلس، میانہ روی پائی جاتی ہے ان میں زمیندار بھی ہیں غریب بھی

(۳) جُہال کثیر اہل علم خال خال۔

(۴) ان میں اولیاء کرام بھی گذرے ہیں مثلاً حضرت جیٹھ بھٹہ اور شیخ عبدالستار رحمہم اللہ تعالیٰ ممکن ہے آئندہ کوئی پیدا ہوں حضرت جیٹھ بھٹہ تین بھائی ہیں جن کے مزارات خانپور کٹورہ ضلع رحیم یار خان میں ہیں۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے براہِ راست فیض یافتہ ہیں۔ (''فیض عالم'' بہاولپور ماہنامہ بابت ذوالحجہ ۱۴۱۰ھ جولائی ۱۹۹۰ء ص ۱۶، ۱۷)

ریلوے اسٹیشن جیٹھ بھٹہ

لاہور سے کراچی جاتے ہوئے خانپور کٹورہ سے قبل جیٹھ بھٹہ کے نام سے ایک ریلوے اسٹیشن ہے۔ گاڑی سے اترتے ہی چند فرلانگ کے فاصلہ پر دربار جیٹھ بھٹہ ہے جو لاڑ قوم کے جد اعلیٰ ہیں یہ تین بھائی تھے محی الدین، معین الدین، منور الدین یہ تینوں سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی غوث اعظم شہنشاہ بغداد رضی اللہ عنہ کے براہ راست شاگرد تھے۔ علمی مراحل طے کرنے کے بعد انہی کے حکم سے دین اسلام کی ترویج وتبلیغ کے لیے عراق سے ایران مکران کے راستے یہ تینوں بزرگ موجودہ جگہ آباد ہوئے۔ یہاں ہر بدھ لاڑ قوم کے لوگ دور دراز سے آتے ہیں بہت بڑے میلے کا سماں ہوتا ہے۔

مولانا محمد حامد اویسی

حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان نور اللہ مرقدہٗ کے جد اعلیٰ حضرت مولانا محمد حامد اویسی جو اپنی برادری میں اپنے علمی، عملی کرادار کی وجہ سے ممتاز سمجھے جاتے تھے۔ ان کے ہاں ایک بچہ پیدا جس کا نام انہوں نے نور احمد رکھا ان کی تربیت اپنے گھر خالص اسلامی دینی ماحول ہوئی ابتدائی تعلیم انہوں نے اپنے والد گرامی سے حاصل کی ناظرہ قرآن پاک اور فارسی کی کتب اپنے علاقہ کے اساتذہ سے پڑھیں ان کی طبیعت کا میلان شروع سے ہی صوم وصلوٰۃ کی طرف تھا۔ والد گرامی کی بہترین تربیت کا نتیجہ تھا کہ دینی محافل میں نہایت شوق وذوق سے آتے جاتے تھے بزرگان کے حال واحوال سننا سنانا ان کا محبوب ترین مشغلہ تھا برادری کے لوگ انہیں مولانا نور احمد کہہ کر پکارا کرتے تھے حضرت خواجہ محمد دین صاحب اویسی رحمۃ اللہ علیہ سجادہ درگاہ عالیہ حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی کے دست حق پرست پر سلسلہ عالیہ اویسیہ میں داخل ہوئے ان کی شادی کے ان اپنے خاندان میں ہوئی جن کے بطن سے پہلی اولاد ایک لڑکی پیدا ہوئی پھر ایک لڑکا جام الٰہی بخش اویسی (حضور فیض ملت کے بڑے بھائی) پیدا ہوئے۔ پھر ۱۳۵۰ھ/۱۹۳۲ء میں ایک بچہ پیدا ہوا جس کا پیدائشی نام محمد فیض احمد رکھا گیا۔ (حیاتِ فیض ملت سے اکتساب)

حضرت فیض ملت کی حضور محدث اعظم پاکستان کی بارگاہ میں حاضری ان کے اپنے قلم سے

☆۱۳۷۱ھ/۱۹۵۱ء کی بات ہے فقیر درس نظامی کی اکثر کتب پڑھ چکا دورہ حدیث شریف کے لیے میرے استاد محترم حضرت مولانا خورشید احمد فیضی مدظلہٗ (چوک ظاہر پیر) نے ملتان شریف حضور غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہ النورانی کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا حکم فرمایا فقیر کے لیے ملتان جانا ایک نئے ملک میں جانے کے مترادف تھا کیونکہ فقیر کبھی بھی ملتان حاضر نہ ہوا (ویسے اپنے علاقہ میں حضرت غزالی زماں کی زیارت سے کئی بار مشرف ہونے کی سعادت رہی) فقیر اپنے گھر حامد آباد (ضلع رحیم یار خان) آیا اپنے والدین سے دورہ حدیث شریف کے لیے ملتان جانے کی اجازت چاہی جوں فقیر نے تعلیمی منزل کی طرف ملتان جانے کی بات کی تو میرے والدین نے نہایت ہی محبت سے دعائیں دیں میری والدہ ماجدہ نے فقیر کو ضروریات کا مختصر سا سامان کپڑے (ایک دو جوڑے) تیار فرمادیئے فقیر عازم سفر ہوا ذرائع آمد و رفت کے لیے کوئی اسباب نہ تھے مین شاہرات کا نام و نشان تک نہ تھا زیادہ تر لوگ پیدل سفر کرتے تھے یا پھر ریل گاڑی وہ بھی کئی کئی گھنٹے انتظار کیا جاتا تھا فقیر خانپور کٹورہ ریلوے اسٹیشن پہنچا ملتان جانے کے لیے ٹکٹ خریدا انتظار بسیار کے بعد گاڑی آئی سوار ہوئے کوئی دس بارہ گھنٹے بعد ملتان جا پہنچے اجنبیت تھی پوچھتے پوچھاتے کچہری روڈ مدرسہ انوار العلوم شریف جا پہنچا حضور غزالی زماں کے دیدار سے آنکھیں ٹھنڈی کیں حضرت نے آنے کا مقصد دریافت فرمایا فقیر نے عرض کیا کہ حضرت مولانا خورشید احمد فیضی کا شاگرد ہوں دورہ حدیث کرنے آیا ہوں؟ فرمایا مولانا اس سال دورہ حدیث شریف کی کلاس نہ ہے کیونکہ ابھی مدرسہ انوار العلوم ابتدائی مراحل میں ہے آپ اس سال درس نظامی کی جو کلاس چل رہی ہے اس میں شامل ہو جائیں آئندہ سال آپ دورہ حدیث شریف پڑھنا فقیر کئی روز انوار العلوم شریف میں رہا چونکہ جو کلاس چل رہی تھی الحمدللہ اس کی تمام کتب فقیر کو زبانی یاد تھیں فقیر نے حضور غزالی زماں کی خدمت عرض کیا کہ حضور جو کلاس چل رہی ہے وہ فقیر پڑھ چکا ہے اگر آپ خود کرم نوازی فرمائیں کچھ اسباق شروع کرادیں آپ نے فرمایا مولانا میری مصروفیات بہت زیادہ ہیں آپ کو وقت نہیں دے سکوں گا فرمایا میں آپ کو خط لکھ دیتا ہوں آپ لائل پور حضرت علامہ مولانا سردار احمد صاحب کے ہاں چلے جائیں وہ گذشتہ کئی سالوں سے دورہ حدیث نہایت مدلل و محقق انداز سے پڑھا رہے ہیں اس سال بھی کافی طلباء ان کے پاس پڑھ رہے ہیں میں نے عرض کی حضور میں ملتان میں بھی پہلی مرتبہ آیا

ہوں لائل پور کا تو نام نہیں سنا اور پھر گھر سے اخراجات بھی اتنا نہیں لایا کرائے پیسے بھی اتنا ہیں واپس گھر پہنچ سکوں گا اور پھر والدین کو ملتان کا بتا کے آیا ہوں جن مولانا کا آپ فرمارہے ہیں ان سے میرا تعارف بھی نہیں ان کا انداز تدریس کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا مولانا آپ گھبرائیں ناں آپ حصول علم کے لیے نکلے ہیں اللہ تعالیٰ سارے اسباب خود بنادے گا بس آپ تیار ہوجائیں کل آپ کو بذریعہ ریل گاڑی لائل پور بھیج دیں گے فرمایا مولانا سردار احمد صاحب بریلی شریف کے فارغ التحصیل ہیں اور بہت قابل ترین مدرس و محدث ہیں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا ﷺ کے مدرسہ مظہر الاسلام میں کافی عرصہ شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہے ۔دوسرے دن حضرت نے تعارفی خط لکھ دیا فقیر ملتان سے لائل پور کے لیے روانہ ہوا۔دوران سفر کئی سوالات ذہن میں ابھرتے رہے اجنبیت تھی بالآخر لائل پور ریلوے اسٹیشن پر جا پہنچے حضور محدث اعظم پاکستان کا مدرسہ معلوم کیا کسی بھلے انسان نے رہنمائی کی مدرسہ میں داخل ہوا حضرت کا معلوم کیا کسی نے آپ کی بارگاہ تک پہنچایا جونہی پہلی مرتبہ دیدار سے مشرف ہوا تو دل کو سکون ملا آپ نے نہایت مشفقانہ انداز سے دریافت فرمایا کہ مولانا کہاں سے آئے فقیر نے حضور غزالی زماں کا خط پیش کیا آپ نے خط پڑھا اور بہت مسرور ہوئے دیر تک حضور کاظمی صاحب کے علمی تذکرے سے محفل پررونق رہی ۔فرمانے لگے مولانا دورہ حدیث کی کلاس تو گذشتہ دوماہ سے جاری ہے ہمارا ہاں طلباء بھی کافی ہوچکے ہیں آپ دیر سے آئے ہیں چونکہ آپ کاظمی صاحب کا حکم نامہ لیکر آئے ہیں آپ کا سفر بھی دور ہے اب آپ کو صرف سماعت کی اجازت ہے دوسرے دن فقیر دورہ حدیث کی کلاس میں حاضر ہوا کلاس میں حاضر ہوکر سلف صالحین کا درس حدیث کی یاد تازہ ہوگئی تمام طلباء باوضو ہوکر نظم وضبط کے ساتھ باادب بیٹھے تھے حضرت تشریف لائے دورہ حدیث شریف کی کلاس کا آغاز ہوا کسی ساتھی نے عبارت پڑھنا شروع کی حضرت ضروری بحث مباحثہ فرماتے کسی حدیث کی شرح بیان فرماتے تو ایسا پیار اور دلنشین انداز ہوتا کہ بات کانوں سے دل میں اترتی چلی جاتی ۔ایک دن آپ نے فقیر سے فرمایا مولانا آپ عبارت پڑھیں فقیر نے احادیث مبارکہ کی عبارت شروع کی تو آپ نے سنتے ہی نہایت خوشی کا اظہار فرمایا پھر قسمت نے یاوری کی کہ اب کلاس میں تشریف لاتے ہی فقیر کو فرماتے مولانا عبارت آپ نے پڑھنی ہے اختتام دورہ حدیث شریف تک فقیر کو یہ اعزاز حاصل رہا کہ کتب احادیث سے عبارت (احادیث مبارکہ) میرے مقدر میں ہوگئی ۔دوران سبق فقیر پر آپ بے پایاں عنایات رہیں ۔(حضور فیض ملت کے ملفوظات سے اکتساب)

یوم مفسر اعظم پاکستان کے موقعہ پر تقریبات

حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان شیخ الحدیث علامہ الحاج حافظ محمد فیض احمد اُویسی رضوی نور اللہ مرقدہٗ کا وصال ۱۵ رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ بمطابق ۲۶ اگست 2010ء بروز جمعرات صبح سوا چھ بجے بہاولپور میں ہوا شب جمعہ رات گیارہ بجے بہاولپور کی مرکزی عیدگاہ میں فقید المثال تاریخی جنازہ ہوا۔

ہر سال رمضان المبارک کے دوسرے جمعہ کو دنیا کے بیشتر ممالک میں حضور فیض ملت کے تلامذہ، مریدین منسلکین، محبین ''یوم مفسر اعظم پاکستان'' کے طور پر مناتے ہیں امسال ۱۲ رمضان المبارک مطابق ۱۱ جولائی 2014ء کو یوم مفسر اعظم پاکستان منایا گیا۔ جن علاقوں کی تفصیلات ملی ہیں وہ پیشِ خدمت ہیں۔

☆ جامع مسجد سیرانی بہاولپور (جہاں حضور فیض ملت نور اللہ مرقدہٗ نصف صدی تک قرآن وحدیث کا درس ارشاد فرماتے رہے جس کے منبر پر بیٹھ کر عشق رسول کریم روف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خیرات تقسیم فرماتے رہے) اجتماع جمعہ پر خصوصی تقریب ہوئی بعد نماز جمعہ مزار فیض ملت پر قصیدہ بردہ شریف کا ورد ہوا ختم شریف پڑھا گیا۔

☆ حسب سابق امسال بھی ۱۵ رمضان المبارک بروز پیر (عصر تا مغرب) کو چک نمبر ۳۷ ڈی این بی یزمان میں علامہ محمد اعجاز اویسی نے عرسِ فیض ملت کی تقریب کا انعقاد کیا خصوصی خطاب حضرت علامہ پیر سید مسرت حسین شاہ بخاری اویسی نے فرمایا۔

دبئی متحدہ عرب میں

(۱۴ رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ بمطابق ۱۱ جولائی ۲۰۱۴ء) بزمِ فیضانِ اُویسیہ پاکستان (رجسٹرڈ) مڈل ایسٹ کے تحت ''یوم مفسرِ اعظم پاکستان'' دبئی میں نہایت عقیدت واحترام سے منایا گیا۔ اس سلسلہ میں کراچی سے آئے ہوئے ''حافظ ایاز اُویسی'' اور ''حافظ محمد علی'' نے اجتماع سے خطاب فرماتے ہوئے کہا کہ حضور فیضِ ملت حضرت علامہ مولانا مفتی محمد فیض احمد اُویسی محدث بہاولپوری (رحمۃ اللہ علیہ) کی تحریری میدان میں بڑی خدمات ہیں''

ایصال ثواب کے لیے جو وظائف پڑھے گئے

☆ قرآن پاک ۷ ☆ سورہ اخلاص ۲۰۰۰ ☆ سورالکوثر ۲۰۰۰ ☆ درودِ مستغاث ۱۲۱

☆ درودِ تاج ۲۲۵۰ ☆ درودِ غوثیہ ۱۲۱ ☆ دلائل الخیرات ۲۱ ☆ نادِ علی ۲۱۶۰

☆ اللہ الصمد کی تسبیح ۱۲۵۰۰۰ ☆ ایک طواف

حضور فیضِ ملت (رحمۃ اللہ علیہ) کی بلندی درجات کے لئے پیش کیے گئے۔

طالب دعا: محمد اویس اویسی، محمد علی اویسی خادمین بزمِ فیضانِ اُویسیہ پاکستان (رجسٹرڈ) (مڈل ایسٹ)

میانوالی

جامعہ غوثیہ واحدیہ فیض العلوم میں ۱۵ ارمضان المبارک بعد نمازِ عشاء و تراویح حضور فیض ملت نور اللہ مرقدہٗ کے عرس مبارک کی تقریب سے حضرت پیرزادہ علامہ سید محمد منصور شاہ صاحب اویسی نے خطاب کیا۔ لنگرِ اُویسیہ غوثیہ کا اہتمام کیا گیا۔

موچھ میانوالی

میں محترم مولانا محمود اقبال اُویسی نے مدرسہ فیض العلوم میں قرآن خوانی کرائی اور پروگرام کیا۔

سرگودھا

دعوتِ ذکر کے زیرِ اہتمام مرکزِ اہل سنت جامع مسجد سید حامد علی شاہ میں حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان کے عرس مبارک کی تقریب ہوئی دعوتِ ذکر کے مبلغین نے ان کی دینی اسلامی خدمات کو خراجِ عقیدت پیش کیا آخر میں دعوتِ ذکر کے بانی و امیر الحاج بابا جی محمد حنیف مدنی قادری اُویسی نے رقت آمیز دعا کرائی صلوٰۃ وسلام کے بعد شرکا کو لنگر تقسیم کیا گیا۔

سردار آباد (فیصل آباد)

(۱۲ رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ بمطابق ۱۱ جولائی ۲۰۱۴ء) المدینہ لائبریری فیصل آباد کے تحت یوم مفسر اعظم پاکستان نہایت عقیدت و احترام سے منایا گیا۔

اس سلسلہ میں علماء کرام کو دعوت ناموں کے ذریعے اور شوشل میڈیا اور ایس ایم ایس کے ذریعے بھی "یوم مفسرِ اعظم" پاکستان کی بھرپور تشہیر کی گئی۔ جمعرات گیارہ رمضان المبارک کو پاک شہنائی میرج ہال جناح کالونی میں علماء کرام نے افطاری کے اجتماع سے خطاب فرمایا۔ البرہان انٹرنیشنل کے چیئرمین محمد افضل سعید صاحب نے فرمایا کہ "حضور فیضِ ملت ،حضرت علامہ مولانا مفتی محمد فیض احمد اُویسی صاحب محدث بہاولپوری (رحمۃ اللہ علیہ) کی تحریری میدان میں بڑی خدمات ہیں" اور علماء کرام کو یوم مفسر اعظم پاکستان بھرپور طریقے سے منانے کی تلقین بھی فرمائی۔

جمعۃ المبارک ۱۲ رمضان المبارک کو بعد نمازِ فجر جامع مسجد گلزار حبیب رحمان کالونی میں قاری محمد ریاض سیالوی صاحب نے

قرآن خوانی کا اہتمام فرمایا اور خطبہ جمعہ میں حضور فیضِ ملت (رحمۃ اللہ علیہ) کی حیات وخدمات پہ روشنی ڈالی اور بلندی درجات کیلئے دعا بھی فرمائی۔

اس کے علاوہ درج ذیل مساجد میں خطبات جمعہ میں علمائے کرام نے حضور فیضِ ملت (رحمۃ اللہ علیہ) کی حیات و خدمات پہ روشنی ڈالی اوران کے بلندی درجات کیلئے دعا بھی فرمائی۔

☆ قاری کرم حسین طاہر نظامی نے جامع مسجد نوری مرضی پورہ

☆ قاری حفیظ الرحمٰن سعیدی جامع مسجد الاحسان باغ والی آبادی

☆ قاری محمد افضل سیالوی نے جامع مسجد رحمانیہ چراغ ٹاؤن

☆ قاری محمد کاشف عطاری صاحب نے جامع مسجد بسم اللہ فیضان خدیجۃ الکبریٰ عامر ٹاؤن

☆ حافظ محمد عرفان سلطانی صاحب نے جامع مسجد بلال وارث پورہ

اس کے علاوہ بعد نمازِ جمعہ محفل درود پاک میں شہزادہ عاشق مدینہ منورہ، مولانا فضل الرحمٰن نورانی صاحب نے ہجویری جامع مسجد جناح کالونی اور بعد نمازِ عصر محفل درود پاک میں حافظ امان اللہ قمر سیالوی صاحب نے جامع مسجد فاروقیہ ایف بلاک گلستان کالونی میں دعا کا اہتمام کیا۔ اس کے علاوہ ایصال ثواب کے لیے جو کلمات طیبات جمع ہوئے ان کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

☆ قرآن پاک 167 ☆ مختلف پارے 10 ☆ سورہ فاتحہ 5 ☆ سورہ یٰسین 68 ☆ سورہ اخلاص 100

☆ درود پاک 10000 ☆ تسبیحات فاطمہ 1000

حضور فیضِ ملت (رحمۃ اللہ علیہ) کے بلندی درجات کے لئے خصوصی دعائیں کی گئیں۔ خادمین المدینہ لائبریری فیصل آباد

﴿باب المدینہ (کراچی) میں﴾

بزمِ فیضانِ اُویسیہ پاکستان (ٹرسٹ) کراچی کے زیر اہتمام مفسر اعظم پاکستان، شیخ القرآن والحدیث،، دنیائے اسلام کے عظیم مصنف، ولی کامل حضرت علامہ الحاج مفتی محمد فیض اُویسی رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا چوتھا سالانہ عرس مبارک ۱۴ رمضان المبارک ۱۴۳۵ ہجری بمطابق ۱۳ جولائی بروز اتوار بعد نمازِ ظہر کوثر مسجد، موسیٰ لین کراچی میں منعقد ہوا۔

عرس شریف میں نظامت کے فرائض محترم محمد بشیر القادری صاحب نے انجام دیئے۔ عرس شریف میں منسلکین سلسلہ اُویسیہ رضویہ کے علاوہ عوام الناس بھی بھرپور شرکت کی۔

عرس شریف کی محفل تین نشستوں پر مشتمل تھی۔ پہلی نشست سے خطیبِ اہلِ سنت، حضرت علامہ خان محمد درانی صاحب نے "حضور فیضِ ملت بحیثیت مدرس" کے عنوان پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ حضور فیضِ ملت سے نمازِ تہجد کبھی قضاء نہ ہوئی اور جب میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہوتا تو اُن کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے۔ وہ قرآنِ پاک کے مفسر بھی تھے اُنہوں نے قرآنِ پاک کی تفسیر بھی کی۔ چار ہزار کتابوں کے مصنف ہیں۔ دنیا میں اسلام کے سب سے بڑے مصنف کے حوالے سے آپ ہی کا نام ہے۔ محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ عالم تھا کہ جب چلتے پھرتے درود پاک ان کے وردِ زبان ہوتا تھا۔ میرے وہ استاد بھائی بھی ہیں اور میرے وہ استاد بھی ہیں۔ آپ نے مدرسہ سراج العلوم خانپور میں قرآن پاک کا پہلا دورہ تفسیر پڑھایا میں اُس دورے میں شریک تھا۔ اس وقت آپ کا جوانی کا عالم تھا میں تراویح میں قرآن پاک پڑھا کرتا تھا اور حضرت میری منزل کی سماعت فرماتے تھے۔ یہاں بھی (کوثر مسجد) تشریف لائے، اخوند مسجد بھی تشریف لائے دورہ تفسیر القرآن پڑھایا۔ ساری زندگی وہ دورہ قرآن وحدیث پڑھاتے رہے۔

ان کے خطاب کے بعد مکمل قصیدہ بردہ شریف پڑھا گیا۔

آخری نشست میں سنی علماء بورڈ (لیاری ٹاؤن) کے روحِ رواں حضرت علامہ محمد شاکر الطاف مدنی صاحب نے اپنے بیان میں فرمایا کہ میں حضور فیضِ ملت کی سیرت کے کون کون سے پہلو اور گوشے بیان کروں؟ آپ تو سراپا متقی اور پرہیزگار تھے اور آپ علیہ الرحمہ کے علم کا، آپ کی سادگی، عاجزی وانکساری کا اگر بیان کیا جائے ہر ایک موضوع پر گھنٹوں تقریر کی ضرورت ہے۔ آپ کی سیرت کے کئی پہلو ہیں، آپ ایک مصنف تھے تو آپ کے تصنیفی کارنامے سے اک جہان آباد ہے، کوئی ایسا موضوع نہیں جس پر آپ نے مدلل ومحقق کتاب تصنیف نہ فرمائی ہو۔

آج ہم اُس ہستی کے عرس میں آئے ہیں جو حافظ قرآن بھی ہیں، قاریٔ قرآن بھی ہے، عالم دین بھی ہے، مترجم قرآن بھی ہے، مفسر قرآن بھی ہے، مدرس بھی ہے، مفکر بھی ہے، محقق بھی ہے اور اہل سنت کی بھاگ دوڑ سنبھالنے والے قائد بھی ہے۔ حضور فیضِ ملت کے تصنیفی کارنامے کو دیکھ کر عقل حیران رہ جاتی ہے، بس یہی کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی مدد کے لئے فرشتوں کو مقرر کیا تھا فرشتے آپ کو لکھوایا کرتے تھے اور آپ پر مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصی نظر عنایت تھی (اور اب بھی ہے) کہ قبلہ فیضِ ملت لکھتے چلے جاتے تھے۔ یہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاص فیضان تھا اور پھر صحابہ واہل بیت کا فیضان، امام اعظم کا فیضان، غوث اعظم کا فیضان اور خاص طور پر امام عشق ومحبت، مجدد دین وملت پروانۂ شمع رسالت الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سیرتِ طیبہ کو دیکھ لیا جائے تو حضور فیضِ ملت ثانی اعلیٰ حضرت نظر آتے ہیں۔ فیضِ ملت کو براہ راست اعلیٰ حضرت سے فیض مل رہا تھا۔ اعلیٰ حضرت کے صاحبزادے مفتی

اعظم ہند قبلہ مصطفیٰ رضا خان نوری علیہ الرحمہ سے بیعت بھی تھی اور اُنہوں نے اپنی خاص تحریر لکھ کر بھیجی کہ سلسلہ قادریہ کے اندر اجازت بھی ہے، خلافت بھی ہے۔

میں مبارک باد پیش کروں گا حضور فیض ملت کے مریدین کو کہ آپ ایسے کامل پیر سے بیعت ہیں کہ پیر کی جو شرائط علماء نے بیان کیں حضور فیض ملت ان کے مظہر اتم تھے قبلہ فیض ملت کے ساتھ جو تعلق ہے اس پر عش عش کر اُٹھو اور جھوم جاؤں کہ تمہیں صرف ایک پیر نہیں وہ پیر مفسر قرآن بھی ہے، وہ پیر محدث بھی ہے، وہ پیر فقیہی بھی ہے، وہ پیر مفتی بھی ہے، وہ پیر مصنف بھی ہے، وہ پیر مدرس بھی ہے، وہ پیر محقق بھی ہے، وہ پیر بد مذہبوں کا رد کرنے والا ہے، وہ پیر صوفی بھی ہے۔ وہ پیر صوفی باصفا بھی ہے، عاشق مصطفیٰ بھی ہے۔ اس لئے جن کا پیر اس قدر کامل ہو، جن کا پیر اس قدر شان کا مالک ہو اُس کو اپنی اس نسبت پر ناز کرنا چاہیے۔ مجھے بھی اس بات پر رشک ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ مجھ پر قبلہ فیض ملت کا کرم ہو گیا کہ آپ کی کتب پر کام کرنے کے لئے بندۂ ناچیز کو سعادت حاصل ہوئی ہے اور اس حوالہ سے میں محترم محمد نعمان اُویسی صاحب کا بہت مشکور ہوں کہ سب سے پہلے اُنہوں نے رابطہ کر کے مجھ اس کام کے لئے کہا اور مجھے یہ سعادت بخشنے میں معاون ثابت ہوئے اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو قبول فرمائے اور پھر آج کی اس عرس فیض ملت کی تقریب پر حضرت قبلہ کی شخصیت پر لب کشائی کرنے کے لئے محترم محمد فہد اُویسی صاحب نے مجھے حکم دیا۔ آخر میں بزم فیضان اُویسیہ پاکستان ٹرسٹ اور ساتھ ہی فیض ملت کے جتنے مریدین ہیں، طالبین، محبین ہیں آپ سے گزارش کروں گا کہ حضور قبلہ فیض ملت نے پانچ ہزار کے لگ بھگ کتابیں تحریر کیں ہیں لیکن اُنہوں نے تحریر کر لیں اور ہم نے اُس کو رکھ لیا ہماری ذمہ داری ختم ہو گئی نہیں "مرید سچا وہ ہوتا ہے جو مرشد کی رضا چاہے ہر وقت ہر لمحہ وہ چاہے کہ میرا پیر کیا چاہتا ہے" حضور فیض ملت کی کئی کتب کے اندر ابتدائیہ کے طور پر، دیباچہ کے طور پر آغازِ سخن کے طور پر مختلف مقامات پر تحریر میں نے یہ لکھی دیکھی میرا کام تھا اللہ نے مجھ سے یہ کام لینا تھا میں نے لکھ دیا اب مخیر حضرات میں سے کوئی درد دِل رکھنے والا، مسلک کی فکر رکھنے والا، مسلک کی سوچ رکھنے والا کوئی خوش نصیب اس کو چھپوا دے تا کہ اہل سنت کے لئے فائدہ ہو جائے۔

اس سلسلہ کو آگے بڑھانے کے لئے "ادارہ تحقیقاتِ اُویسیہ" جو کہ بزمِ فیضان اُویسیہ پاکستان ٹرسٹ کے زیر اہتمام ایک ادارہ کا آغاز کیا گیا اُس میں فیض ملت کے کتب کی تخریج و تحقیق، تسہیل اور اسی طرح اُن کی طباعت پر اچھے طریقے سے کام کرنے کی ضرورت تھی کام ہو رہا ہے۔ میں قبلہ فیض ملت کے مریدین، محبین اور جو آپ سے طالب ہیں بلکہ تمام ہی سنیوں سے گزارش کروں گا کہ اگر آپ اہل سنت کے کام کو آگے بڑھانا چاہتے ہیں تو اس سلسلہ اشاعت میں تعاون فرمائیں۔ قبلہ فیض ملت علیہ الرحمہ کا فیضان جاری و ساری ہے آپ نے دیکھا ہوا یا نہ دیکھا ہو میں دیکھ بھی رہا ہوں اور دیکھ بھی چکا ہوں اور

انشاء اللہ تعالیٰ مزید فیض سے فیض کا دریا بہہ رہا ہے اُس دریا سے فیضیاب ہوتا رہوں گا اور آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ متفق ہو کر کام کریں مل کر کام کریں اس لئے کہ اتفاق اور اتحاد میں جو کامیابی ہوتی ہے وہ جدا جدا کام کرنے میں نہیں ہوتی ہے۔ میں تمام بھائیوں سے دست بستہ عرض کروں گا کہ آپ تمام مل کر کام کریں، ایک دوسرے کے ساتھ مشاورت کریں ۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ آپ تمام حضرات اس حوالے سے اپنا کردار ادا کریں گے اور قبلہ فیض ملت علیہ الرحمہ کے فیضان کو آگے بڑھانے کے لئے پوری دنیا کے مسلمانوں تک پہنچانے کے لئے آپ اپنا حصہ شامل کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ رب کریم میری اور آپ سب کی حاضری کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔

آخر میں محمد شعیب قادری اُویسی نے حضور فیض ملت کی منقبت ''اے صاحب قرطاس وقلم فیض مجسم'' اور منقبت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ''میراں ولیوں کے امام'' پڑھی جبکہ اظہر اُویسی صاحب نے ''خیر البشر پر لاکھوں سلام'' اور آخر میں علامہ شاکر الطاف مدنی کی دعا پر عرس کی محفل کا اختتام ہوا۔ اس موقعہ پر حضور فیض ملت کے مختلف موضوعات پر رسائل بھی تقسیم کئے گئے۔

☆ ۱۲؍جولائی ہفتہ رات 9:30 بجے محترم محمد سہیل اویسی کے گھر صدیق آباد ایف بی ایریا کراچی میں حضور مفسر اعظم پاکستان علیہ الرحمہ کے یوم وصال کے موقعہ پر ختم قادریہ، محفل نعت اور خصوصی دعا کا اہتمام ہوا۔ ختم قادریہ پڑھنے اور آخر میں دعا کروانے کی سعادت محترم محمد عارف اُویسی نے حاصل کی جبکہ الحاج حافظ محمد طاہر قادری اور محمد ذیشان قادری نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح سرائی حاصل کرنے کی سعادت حاصل کی ۔عرس شریف کی محفل میں لوگوں کی کثیر تعداد موجود تھی۔ محفل کے اختتام پر سحری کا بھی انتظام تھا۔

☆ چیچہ وطنی میں احمد بلال عطاری نے اپنے گھر پر یومِ مفسر اعظم پاکستان منایا۔

☆ مانسرہ سے مولانا خورشید اُویسی نے بتایا ۱۹ جولائی جمعۃ المبارک کے موقعہ پر حضور فیض ملت نور اللہ مرقدہٗ کی یاد منائی گئی اور فاتحہ خوانی کا اہتمام ہوا۔ حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان کے شاگرد رشید اور محبوب خلیفہ حضرت علامہ مفتی پیر سید محمد عارف شاہ اویسی نے اپنے مرشد کریم کی تبلیغی، تصنیفی، تدریسی خدمات کو بڑے خوبصورت انداز میں بیان کیا اس ساری محفل کو بذریعہ فون مزار فیض ملت بہاولپور پر براہ راست سنا گیا۔